یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

اغراض ومقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت واشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی ودنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد وضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ جلد واپس ہونگے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند مضامین محصولڈاک آنے پر واپس ہوسکیں گے۔

اخبار اہلحدیث

امرتسر

نمبر (۴) جلد (۱۲)

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ...

رؤسا ودیگر جاگیرداران سے ،، ...

عام خریداران سے ،، ...

ششماہی ...

ممالک غیر سے سالانہ ۸ شلنگ ۴ پنس

ششماہی ۴ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتا ہے جملہ خط وکتابت وارسال زر بنام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک وایڈیٹر اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے۔

امرتسر مورخہ ۸ محرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء یوم جمعہ

مذاکرہ علمیہ

بابت تطبیق حدیثین

اخبار اہلحدیث میں بہت دنوں تک مذاکرات علمیہ جاری رہے جن میں اہل علم کو اپنے جوہر دکھانے کا اچھا موقعہ ملتا رہا اور ناظرین کو بھی معلومات سے فائدہ پہونچا۔ اخبار اہلحدیث ایک مذہبی پرچہ ہے اس کا فرض ہے کہ مذہبی خصوصاً حدیثی مضامین پر بحث کرے اسلئے سوچکر اعلان کیا جاتا ہے کہ احادیث کے متعلق جس جس قسم کی مشکلات شائقان حدیث کو پیش آیا کریں وہ بھیجدیا کریں اون کو مذاکرہ علمیہ میں درج کرکے اہل علم کے معلومات سے فائدہ حاصل کیا جائے گا جس سے بہت لوگوں کے لئے حدیث کی تشریح لکھنے میں مدد ملیگی انشاء اللہ اور مضمون کو دائمی اجر۔

اخبار اہلحدیث بفضلہ تعالےٰ عموماً علماء حدیث کی نظر سے گذرتا ہے اسلئے توقع بے جا نہیں کہ اس قسم کے مذاکرات علمیہ میں حضرات علماء حصہ لیا کرینگے۔

سب سے پہلے میں خود اس مذاکرہ کو شروع کرنے کے لئے دو حدیثیں پیش کرکے اہل علم ناظرین کو ان کی تطبیق کے لئے توجہ دلاتا ہوں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ مشکوٰۃ باب القدر	جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (توحید) پر پیدا ہوتا ہے پھر اوسکے ماں باپ اوسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں

اس حدیث کا مضمون مدنظر رکھکر مندرجہ ذیل حدیث سنئے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا تصدقوا بہ فانہ یصیر الی ما جبل علیہ مشکوٰۃ باب القدر	فرمایا جب تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اسکو مان لو اور جب تم سنو کہ کوئی آدمی اپنی عادت سے بدل گیا تو مت مانو کیونکہ وہ جس عادت پر پیدا ہوا ہے اسی پر رہے گا یا اسی طرف جاوے گا۔

ان دونوں میں فطرت اور ماجبل علیہ (عادت) اگر ایک ہے تو ان میں اختلاف کیوں ہے کیونکہ پہلی حدیث سے تغیر فطرت ثابت ہے دوسری کو عدم تغیر جبلی ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایک نہیں تو ان دو

ناظرین کو اسلامی سال نو مبارک ہو

کیا مراد ہے۔

اسکے علاوہ اور بھی ان حدیثوں میں بحث ہے جسکو اہل علم خود سمجھ سکتے ہیں۔

امید ہے علماء حدیث اس مضمون پر کافی غور کرکے جواب دینگے۔

قادیانی مشن

جنگ یورپ کا اصلی سبب مرزا صاحب کا انکار ہے

عرصہ ہوا ایک صاحب سکول میں مدرس تھے راستے میں چلتے چلتے کسی ماہ جبین لیڈی پر نظر پڑ گئی اوس پری پیکر کو کیا خبر وہ تو اپنی گاڑی پر روانہ ہو لی مگر ماسٹر صاحب کو بھی قابل رفو بنا گئی۔ ماسٹر صاحب کے دماغ کا یہ حال ہوا کہ جونہی کوئی لڑکا سوال کرتا فوراً خفگی کے لہجے میں فرماتے "یہ بھی اسی ملعونہ کا بہکایا ہوا ہے" غرض ایسے بہکے کہ جو کچھ بھی ہوتا اوس میں اسی ملعونہ کا دخل جانتے یہ قصہ تو بہت پرانا ہے آجکل قادیانی اخبار والے نے اس کی مثال یہ قائم کی ہے کہ دنیا میں کوئی اہم واقع ہو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں ہمارے حضرت اقدس کی برکت ہے۔ جنگ یورپ کے اسباب تلاش کرنے میں بہت سے داناؤں نے دقت لگایا مگر قادیانی اخبار الفضل نے ایک ہی نقطہ میں حل کر دیا الفضل کی رائے ہے جس کی سند وہ مرزا صاحب کے قول سے دیتا ہے یہ جنگ مرزا صاحب کی وجہ سے ہو رہی ہے کاش مرزا صاحب زندہ ہوتے تو نے دیکھ اونکو منایا جاتا مگر اب کیا ہو سکتا ہے چنانچہ الفضل نے مرزا صاحب کے الفاظ جو نقل کئے ہیں درج ذیل ہیں۔

"مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی نہایت قریب آتی جاتی ہے۔ نوح ع کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط ع کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو۔ تاتم پر رحم کیا جاوے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے۔ وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ" (الفضل ۸۔ نومبر ۱۹۱۴ء صفحہ)

اس اقتباس اور سند سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی درج ذیل ہے:۔

"سولے مسلمان کہلانے والو! اور غفلت کی نیند سونے والو! خدا تعالٰے کے عذاب سے ڈرو۔ اور خدا تعالٰے کے سایہ کے نیچے آجاؤ۔ اب کوئی جگہ نہیں۔ جو تمہیں پناہ دے سکے۔ بجز اس کے کہ تم خدا تعالٰے کے فرستادہ کو مان لو۔ اور اس کی رحمت کے مستحق بنجاؤ"

اہلحدیث۔ ہمارا خیال مدت سے یہی ہے کہ یورپ سارے کا سارا اگر مرزائی ہو جائے تو اونکی موجودہ حالت کی نسبت ہم اوس کے مرزائی ہونے پر خوش ہیں اسلئے ہمارے خیال میں جنگی سلطنتوں کو الفضل کے مشورہ پر عمل کرکے جنگ سے عافیت پانا بہت مفید ہوگا بہ نسبت اس کے کہ مدت دراز تک جنگ میں لاکھوں آدمیوں اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ کا نقصان کریں سب سے پہلے اس نعمت کے حقدار انگریز ہیں خدا کرے ہماری حکمران قوم انگریز الفضل کے مشورہ پر عمل کرکے مرزا صاحب کو خدا کا فرستادہ مان لیں اور دنیا کو نمونہ دکھا دیں کہ ایسے فرستادوں کو ماننے میں یہ فائدہ ہوتا ہے۔

رفع دخل مقدر یہ وہم نہ کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب کے ماننے میں اگر جنگ سے نجات ہے تو اونکے ماننے والے کیوں ایکدوسرے کے برسر جنگ ہیں غالباً یہ اسلئے ہوگا کہ دونوں میں سے ایک فریق در پردہ منکر ہوگا جس کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کی نظیر بتلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے بارہا اعلان کیا تھا کہ میرا مرید طاعون سے نہیں مریگا (رسالہ کشتی نوح ص ۲) پھر جب مرے تو اعلان ہوا کہ ہمکو اون کے دل کا حال کیا معلوم کہ وہ واقعی ہم کو مانتے ہیں یا منکر ہیں ٹھیک اسیطرح ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں فریقوں میں سے کون مرزا صاحب کو مانتا ہے اور کون منکر ہے۔ اللہ اعلم باسرار عبادہ

لاہوری علماء کا عجیب فتوے

مندرجہ پیسہ اخبار

پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ نومبر میں ایک فتویٰ قربانی کے متعلق چھپا ہے جس کے جواب سے سوال عجیب ہے اور سوال سے جواب عجیب تر۔

سوال یہ ہے:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین! اور مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ جو شخص شرعاً قربانی کر سکتا ہو اور اس کی نیت قربانی کرنے کی ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ تھوڑے سے روپے میں قربانی کر دے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے

ahmadimuslim.de

اور اُس کے پاس زیادہ خرچ کی طاقت نہیں وہ مجھ سے امداد لے۔ میں اُس کو بھیڑ بکری کی قیمت کے لئے روپیہ پیسہ دونگا۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ یعنی کسی سے روپیہ لے کر قربانی کرنا۔ یا قرضہ لیکر قربانی کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

اس سوال کا ابتدا کچھ ہے اور انتہا کچھ بہرحال ہم انتہائی خلاصہ کو صحیح سمجھتے ہیں جس کا مطلب دو لفظوں میں یہ ہے کہ کوئی شخص صاحب مقدرت (مستطیع) کسی سے کچھ لیکر یا قرضہ اُٹھا کر قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں۔ قرضہ کا لفظ تو صاف ہے اس سے قبل کے لفظ (روپیہ لیکر) سے مراد غالباً یہ ہے کہ کسی سے احساناً کچھ لیکر قربانی کرے یعنی کوئی شخص بطور خود اُس سے سلوک کرے یا وہ قرضہ لے کر قربانی کرے تو علمائے لاہور فتویٰ دیتے ہیں اول۔

جواب۔ کسی سے قرضہ لے کر یا دوسرے سے امداد لے کر کوئی شخص قربانی کرنے کا شرعاً مجاز نہیں ہوسکتا۔ محمد عبدالحکیم شمس العلماء کلانوری (از لاہور)

اس جواب کا مطلب صاف ہے مگر دلیل ندارد۔ آگے چلئے دوسرے عالم صاحب فرماتے ہیں۔

الجواب بے شک! جو شخص کہ خود قربانی کرسکتا ہو وہ دوسرے کی امداد لیکر قربانی نہ کرے۔ وہو العالم من الاحقر خادم الشریعۃ علی الحائری۔ (لاہوری)

بہت خوب دلیل ندارد۔

آگے سنئے تیسرے بزرگ فرماتے ہیں۔

الجواب واقعی جس شخص کو خود قربانی کرنے کا مقدور ہو اسے چاہئے کہ خود قربانی کرے غیر کی اعانت کا ہرگز طالب نہو علی الخصوص صورت معلومہ میں کہ کوئی شخص محض بطلب ناموری اُس کی امداد کرنے پر مستعد ہو۔ قربانی تو محض تقرب الی اللہ کی خاطر ہے۔ لہٰذا وہ حسبۃً للہ ہونی چاہئے اگر کوئی شخص اس میں نمود اور شہرت دنیوی کا خواہاں ہو تو البتہ قربانی کا مقصد اس سے مفقود ہو جاویگا نعوذ باللہ من ریاء الناس ونطلب منہ الاخلاص فی العبادات واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم وانا الراجی الغفران محمد المعروف بہ فضل میراں۔

ان بزرگ نے یہ لفظ بڑھایا ہے بغرض ناموری وغیرہ معلوم نہیں یہ کہاں سے لیا ہے سوال میں تو یہ صحیح نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال و جواب کسی خاص شخص کے لئے بنایا گیا چوتھے بزرگ فرماتے ہیں:۔

الجواب۔ اگر قربانی بحکم شریعت کسی شخص پر واجب نہو بایں وجہ کہ وہ مالک نصاب نہو۔ تو اس صورت میں اُس شخص پر واجب نہیں کہ کسی سے امداد لے یا قرضہ اُٹھا دے اُسکے لئے جائز ہے کہ قربانی نہ کرے۔ شرعاً اُسپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اگر وہ مالک نصاب ہو تو اُسکے لئے جائز ہے کہ قربانی کم قیمت والی ذبح کردے۔ بشرطیکہ شرعاً وہ قربانی جائز ہوسکتی ہو۔ ھٰذا ما فہمت من السوال واللہ اعلم بالکمال۔ الراقم خادم العلماء الابرار محمد یار عفی عنہ امام مسجد طلائی لاہور۔

یہ جواب بذاتہٖ صحیح ہے مگر اسکو سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ سوال میں نہ تو غیر مستطیع کا ذکر ہے بلکہ مستطیع مذکور ہے کیونکہ صاف الفاظ میں مرقوم ہے کہ جو شخص شرعاً قربانی کرسکتا ہے نہ واجب اور فرض سے سوال ہے بلکہ جائز سے۔ فاضل مجیب نے کہا ہے کہ غیر مالک نصاب پر قربانی واجب نہیں سائل کا سوال جواز سے ہے اور مجیب کا جواب سلب وجوب سے یہی معنے ہیں سوال از آسمان جواب از ریسمان۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات (علماء لاہور) نے اس مسئلہ پر غور نہیں فرمایا۔ اب سنئے سوال کی صورت صاف ہے کہ ایک شخص قربانی کرسکتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قربانی کا حکم ہے بہت خوب اب اُس کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کو کوئی شخص دوستانہ امداد دیتا ہے جس کو وہ قبول کرکے قربانی پر خرچ کرتا ہے یہ ہے سوال کا مطلب۔ جواب کا مدار اس پر ہے کہ پہلے یہ امر تنقیح کیا جائے کہ صورت مرقومہ میں جو روپیہ کسی سے بطور احسان یا بطور قرض اُس نے لیا ہے وہ اُس کی جائز ملک ہے یا نہیں؟ یقیناً اس کی ملک ہونے میں کسی کو شک نہوگا تو پھر اُس سے قربانی خرید کردہ کے جواز میں کیا شک ہے؟ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

بھلا یہ بھی کوئی بڑی شرافت ہے

ہمارے دوست پنڈت بھوجدت جی (مسافر آگرہ) عرصہ سے بیمار ہیں علالت دیرپا ہونے کی وجہ سے آپکو آگرہ سے شملہ تبدیل آب وہوا کے لئے لے گئے ہیں آپکی علالت کی خبر اخبار مسافر میں پڑھکر خاکسار نے بھی عیادت کا خط لکھا جس کا جواب اُنکے صاحبزادے نے قلمی بھی دیا اور اخبار میں درج کیا جو یہ ہے:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی شرافت	جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں آجکل پنڈت جی کی

مزاج پرسی کے لئے چاروں طرف سے خطوط آرہے ہیں جن میں بہت سے خطوط آریہ سماج کے پرسدہ لیڈروں۔ اخبارات کے معزز اڈیٹروں اور ملک و قوم کے برگزیدہ سپوتوں کے شامل ہیں۔ اور ہم تہِ دل سے ان سب بھائیوں و بزرگوں کے بے حد مشکور ہیں لیکن سب سے زیادہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اڈیٹر اخبار اہلحدیث کے مشکور ہیں جن کی طرف سے آج خط ہمیں موصول ہوا ہے۔

ناظرین سے یہ امر مخفی نہوگا کہ مولوی ثناء اللہ

اہلحدیث کا مذہب۔ ...

صاحب آج آریہ سماج کے سب سے بڑے [illegible] مخالف ہیں۔ اور گذشتہ دس سال سے ہماری و آپ کی تحریری و تقریری مٹھ بھیڑ ہوتی رہتی ہے۔ بسا اوقات مذہبی مباحثوں میں ایک دوسرے کے قلم و زبان سے سخت الفاظ بھی نکل جاتے ہیں۔ لیکن ہم اس امر کو عرصۂ دراز سے محسوس کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب آریہ سماج کے کمینہ مخالفوں میں سے نہیں ہیں بلکہ بالطبع شریف و خلیق انسان ہیں یہی وجہ ہے کہ جس وقت طلبی ضمانت کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے انکا اخبار بند ہو گیا تھا ہم نے دلی درد کے ساتھ اس طلبی ضمانت کے خلاف زوردار پروٹسٹ کیا تھا۔ بہرحال ہم اس عنایت کے لئے مولوی صاحب کا دلی خلوص کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ ملک کے مختلف مذاہب کے مدعی ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں پریم و پریتی کے تعلقات پیدا کرنے میں مولوی صاحب کی مثال سے سبق حاصل کرینگے۔ (مسافر آگرہ ۱۳ نومبر)

اہلحدیث۔ کسی مخالف مذہب کی بیمار پرسی کرنا یا اوس کی عیادت کو جانا اخلاق نبوت میں ادنے درجہ کی سنت ہو مگر چونکہ آجکل ہم لوگوں کے جو مذہبی آدمی کہلاتے ہیں اخلاق اس قدر گر گئے ہیں کہ اتنا معمولی کام بھی زمانہ کے لحاظ سے بڑا سمجھا جاتا ہے سو یہ ہماری اپنی کمزوری ہے ورنہ مذہب تو یہ سکھاتا ہے ؎

سہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں
شر کھیں اور شر کی عوض خیر کریں
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا
وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں

جہاد وید

ویدوں سے جہاد کا ثبوت۔
قیمت ۲ر نیچر

ایک سو ساٹھ روپیہ انعام منجانب انجمن اہلحدیث مراد آباد

امابعد اہل بصیرت پر واضح ہو کہ دینی احکام کا اعتبار خاصۃً سند پر موقوف ہے۔ اگر دین میں سند نہ ہوتی تو سارا کارخانۂ دین درہم و برہم ہو جاتا۔ دنیا میں یہ فخر بجز اہل اسلام کے کسی کو حاصل نہیں۔ جمیع علماء متقدمین و متاخرین اس پر متفق ہیں۔

چونکہ مولوی قدرت اللہ صاحب مراد آبادی رسالہ انصار صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں حضرت کی محبت کی پہچان آنحضرت کا اتباع ہے کہ مقلدین کو بدرجہ اتم حاصل ہے انتہے۔ اور مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی رسالہ فرائد النور فی جرائد القبور صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں۔ ہم تو حضور ہی کو مقتدا جانتے ہیں اور حضور ہی کے افعال شریفہ کا اتباع کرتے ہیں انتہی۔ لہذا حسب مشورہ مولانا تھانوی خصوصاً صاحب معدوح صاحبان اور عموماً جملہ مقلدین احناف سے گذارش ہے کہ اگر آپ لوگوں کی نماز (جو اعظم العبادات ہے) حسب افعال رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہے تو مسائل مندرجہ ذیل کو اگر کسی حدیث صحیح بلکہ حسن لذاتہٖ سے ہی بنص صریح ثابت فرما دیں تو فی مسئلہ حق المحنت بطور انعام بیس روپیہ دیئے جاوینگے جو ہر طرح بذریعہ عدالت بھی وصول فرما سکتے ہیں۔

(۱) وقت ظہر کا دوسری مثل کے اخیر تک باقی رہنا۔

(۲) حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع فرمانا۔

(۳) حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جہری نمازمیں آمین آہستہ فرمانا۔

(۴) حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا رفع یدین بوقت جانے رکوع اور سر اٹھانے رکوع کے نہ کرنا۔

(۵) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زیر ناف نماز میں ہاتھ باندھنا۔

(۶) حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ استراحت نکرنا (یعنے پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر نہ کھڑا ہونا)

(۷) حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر قعدہ سلام والے میں تورک نکرنا (یعنے بایاں قدم نکالکر زمین پر نہ بیٹھنا)

(۸) حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھنے میں بیچ کا قعدہ کرنا۔

تنبیہ۔ اگر جواب نہو سکے تو عوض اپنا تحریر فرما کر ہم سے اوس کے خلاف میں بشرائط مذکورہ احادیث بلا معاوضہ طلب فرما سکتے ہیں ورنہ خاص اہل مراد آباد کے واسطے میعاد آخر ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۲ھ ہے بعد اس کے فرار سمجھا جائیگا البتہ اصحاب بیرونجات مہلت تحریر سے لے سکتے ہیں۔

المشتہر۔ محمد ابراہیم ناظم انجمن اہلحدیث مراد آباد واقع مسجد سبزی بازار چوک۔

"نہر سویز"

آج کل جنگ کی خبروں میں نہر سویز کا ذکر بار بار آتا ہے۔ اس لئے ناظرین کو اس عظیم الشان نہر کا حال معلوم ہو جانا چاہیئے۔

دنیا کے قدیم قانون بین الاقوام میں نہر سویز کی کوئی مثال پائی نہیں جاتی۔ اس لیے کہ اس قدیم زمانہ میں کوئی قانون نہ تھا جس کے مطابق نہر سویز پر عملدرآمد کیا جاتا۔ مگر ضرورت ایجاد کی ماں ہے اس کی ہستی نے اس کے لیے قانون بنا دیا جس کی بنا بہت کچھ عہد ناموں پر ہے۔ مسٹر لارنس مشہور مصنف اصول قانون بین الاقوام کی رائے ہے کہ چونکہ نہر سلطنت عثمانیہ کے حدود ارضی کے درمیان سے گذرتی ہے جس کی تہذیب کا

ؔ میں اس راہ میں آپ سے متفق نہیں میں نے بارہا لکھا کہ آریہ سماج اسلام اور اہل اسلام کے ابر رحمت ہے پھر مخالف کیسے (اڈیٹر)

معیار اہل فرنگ کے معیار سے بالکل مختلف ہے اس لئے دولت عثمانیہ کا پورا اور کامل اختیار اہل فرنگ کے تجارتی حقوق کو مدنظر رکھنے والا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ایک سلسلہ معاہدات کی ضرورت محسوس ہوئی جن کے مطابق نہر سویز کے متعلق ایک اوکھا قانون تیار ہوا۔ اور اس کی پیروی اب نہر پنامہ کے عہد نامہ (ہے پانسفورٹ ۱۹۰۱ء) میں ہوئی ہے۔

دنیا بھر کے انجینروں کا اس امر میں اختلاف رائے تھا کہ اس جگہ کوئی نہر بنائی جا سکتی ہے ایک فریق اپنے اختلاف کو اس دعوے پر مبنی خیال کرتا تھا کہ بحیرہ روم اور بحیرہ قلزم کا سطح آب ایک دوسرے کے مساوی نہیں ہے اسلئے نہر نہیں بن سکتی۔ ایم فرڈنینڈ لیسپس ایک فرانسیسی انجینیر نے آخرش بڑی جد و جہد اور تجربہ کے بعد نتیجہ نکالا کہ دونوں سمندروں کی سطح ایک ہے اور نہر کھودی جا سکتی ہے۔ ایک کمپنی بنائی گئی جس میں فرانسیسی اور انگریزی اثر بہت زیادہ تھا۔ خدیو مصر نے اس کمپنی کو کئی رعائتیں دیں۔ جن کی منظوری سلطان روم سے منگائی گئی۔ آخر نہر تیار ہوگئی اور ۱۸۶۹ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ یورپ۔ ہندوستان اور جاپان کے درمیان تجارتی لحاظ سے اس نہر کی بڑی وقعت تھی۔ مگر دول یورپ ۱۸۸۸ء تک کسی ایک بات پر قایم نہ ہو سکیں اور اس لئے کوئی عہد نامہ اس کے متعلق تیار نہ ہو سکا آئے دن فساد رہنے لگا اور آپس میں مختلف دول یورپ کی رنجش کا سامان پیدا ہوگیا۔ ۱۸۸۷ء اور ۱۸۸۸ء کی لگاتار کشمکش کے بعد اس مسئلہ کا حل ۲۹ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ہوا۔ غیر جانبداری کا اصول اس نہر پر عاید کیا گیا اور عہد نامہ پر یورپ کی چھ بڑی سلطنتوں یعنی برطانیہ روس، فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی اور آسٹریا نے دستخط کر دیئے۔ اور ساتھ ہی ٹرکی۔ سپین اور ہالینڈ نے بھی اس معاہدہ کو درست تسلیم کیا۔ اس وقت اگرچہ جاپان اور صوبجات متحدہ امریکہ اس عہد نامہ کے کوئی فریق نہ تھے مگر عملی طور پر ان دونوں طاقتوں نے بھی اس عہد نامہ کو تسلیم کر لیا۔ اور اس وقت سے آج اس عہد نامہ کا عملدرآمد ان کی رضامندی کا کافی ثبوت ہے۔

عہد نامہ کی شرائط کے بموجب یہ نہر امن اور جنگ دونوں حالتوں میں کھلی رہیگی۔ ٹرکی یا کسی اور طاقت کو اس کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ہر قسم کے جہاز خواہ جنگی ہوں یا تجارتی۔ خواہ وہ کسی طاقت کے ہوں۔ خواہ وہ جنگ کر رہی ہوں یا غیر جانبدار ہو اس نہر میں سے گذر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی لڑائی یا اس کے متعلق کارروائی نہر میں نہیں کی جا سکتی اور سمندر میں بھی تین بحری میل اسی طرح متبرک سمجھے جائینگے نہر کو دونوں دہانے روکے نہیں جا سکتے اور لڑنے والی طاقتوں کے جہاز اور ان کے گرفتار کئے ہوئے جہاز نہر یا اس کی بندرگاہوں میں کسی صورت میں بھی ۲۴ گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور کوئی فوج یا سامان حرب وہاں نہیں اتارا جا سکتا۔ اگر نہر کی ان شرائط کے متعلق کبھی کوئی اندیشہ ہو تو مصر اور روم کو اختیار رہے کہ اس کی حفاظت کے لئے مناسب ذرائع استعمال کریں۔ مگر کسی صورت میں مستقل قلعے اس کے کناروں پر نہیں بنا سکتے۔ یا امن کے متعلق اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ سلطنت برطانیہ نے بھی مصر کے عجیب و غریب حالات ہونے کی وجہ سے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے نہر پر عملی اختیار رکھا ہوا تھا۔ مگر ۱۹۰۴ء میں جو عہد نامہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان مراکش اور مصر کے متعلق ہوا اس کے بعد سلطنت برطانیہ نے دوبارہ ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء کے عہد نامہ کی پابندی اپنے ذمہ لی۔

ان شرائط کی پابندی اب تک دول یورپ اور دیگر سلطنتوں کے درمیان ہوتی رہی ہے اور خیال یہ ہے کہ موجودہ اہم جنگی شورش میں بھی نہر سویز کے متعلق کسی قسم کی بے ضابطگی یا اقرار نامہ کی خلاف ورزی نہیں ہونے پائیگی۔ (دلیش)

اسلام اور جنگ

جس مذہب کا نام ہی لفظ صلح کا ہم معنے ہو۔ اس پر یہ اعتراض کہ وہ تلوار سے ہی بڑھا اور تلوار سے زندہ رہ سکتا ہے۔ بڑا ہی ظلم ہے۔ معترض اتنا ہی غور کریں کہ آخر کوئی شخص کوئی نام رکھتا ہے تو اس نام کے تجویز کرنے میں کوئی غرض اسکی ہوتی ہے۔ اگر درحقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تلوار کے ذریعہ سے ہی اپنا دین پھیلانے پر آمادہ تھے تو اس کا نام اسلام انہوں نے کیوں رکھا؟ سارا عرب تو ان کا پہلے دن سے ہی دشمن ہو چکا تھا کس کو دہوکہ دینے کے لئے انہوں نے اپنے مذہب کا نام اسلام یعنے صلح کا مذہب رکھا اور پھر غور کرو کہ آپ نے کیسی عجیب بنیاد صلح کی اسلام کے ذریعے رکھدی کہ آپ نے کسی نبی کی نبوت سے انکار نہیں کیا بلکہ کل نبیوں پر ایمان لانا اسلام کا اصل الاصول قرار دیا۔ یہ وہ عظیم الشان کام مذہب میں صلح کی بنیاد رکھنے کا تھا جو کسی مذہبی پیشرو نے نہ آپ سے پہلے کیا اور نہ آجتک آپ کے بعد کیا بلکہ مہذب ممالک کی مذہبی آزادی درحقیقت اسلام کے باغ کا ہی ایک ثمر ہے۔ مذہبی پیشروؤں کی یہاں تک عزت کی اس سے بڑھکر یہ کہ کسی قوم کے جھوٹے معبودوں کو بھی برا کہنا جائز نہ رکھا لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پہلی مذہبی کتابوں کی بھی یہاں تک عزت کی کہ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ کا مقام ان کو دیا اس سے بڑھکر صلح کی تعلیم ناممکن تھی۔ اور ناممکن ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ اگر اسلام واقعی جنگ کی ضد ہے

... توریت انجیل اور قرآن شریف کا مقابلہ قیمت عمر

اور اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے ایسی عظیم الشان
صلح کی بنیاد سب مذاہب میں اسلام نے رکھی۔
تو پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کیوں
کئے دنیا کی مہذب سے مہذب قوم آج یہ نہیں کہہ
سکتی۔ کہ صلح پسند اور امن جو قوموں کو کبھی بھی ایسی
مجبوری پیش نہیں آسکتی۔ کہ وہ کسی دوسری قوم سے
جنگ کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں مگر یاد رکھو کہ
جو معمولی ضرورتیں امن پسند اور صلح جو قوموں
کو جنگ کے لئے پیش آیا کرتی ہیں۔ وہ سب
مسلمانوں کو پیش آنے کے باوجود بھی اللہ تعالےٰ
نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت نہیں دی۔ اور نہ
ان ضرورتوں کو مجبوری کی حد تک پہنچی ہوئی ضرورتیں
قرار دیا۔ امن کی خواہشمند قوموں کی عزت پر جب
کوئی حملہ ہوتا ہے یا ان کی جائدادوں اور ان کے
مالوں پر کوئی حملہ ہوتا ہے۔ یا ان کی تجارتوں پر کوئی
حملہ ہوتا ہے۔ یا ان کی آزادی پر کوئی حملہ ہوتا ہے
یا سب سے بڑھکر ان کی جانوں پر کوئی حملہ ہوتا ہے
تو دنیا کی اصلاح میں بھی وہ باوجود امن پسند ہونے
کے جنگ کی ابتدا کرنے میں حق بجانب سمجھے جاتے
ہیں۔ مسلمان قوم پر مکہ میں برابر تیرہ سال تک ان
تمام معاملات میں ایسے خطرناک حملے ہو چکے تھے
کہ قریب تھا۔ کہ اگر مسلمان اپنے گھروں کو چھوڑ کر
نہ بھاگ جاتے تو ان کو بالکل نیست و نابود کر دیا
جاتا ان کی نہ کوئی عزت باقی رہی تھی نہ ان کی جائیداد
اور اموال ظالموں کے ہاتھ سے محفوظ رہے تھے
نہ ان کی کوئی تجارت رہ گئی تھی۔ نہ اون کے لئے آزادی
کا کوئی پہلو باقی رہگیا تھا اور نہ ہی اُن کی اُن کے
بال بچوں اور ان کے بھائی بندوں کی جانیں محفوظ
تھیں بلکہ بہت سے بڑے بڑے مظالم کے ساتھ
مار ڈالے گئے تھے۔ پر ان باتوں پر مسلمانوں کو صبر
کرنے کی ہدایت ہوتی رہی۔ یہ کس لئے ؟ اس لئے
کہ یہ سب باتیں ابتک اپنی عزت اپنے مالوں۔ اپنی
تجارتوں اپنی آزادی اپنی حفاظت کے لئے تھیں
اور اللہ تعالےٰ چاہتا تھا۔ کہ مسلمان اپنے نفوس
پر ہر قسم کے دکھ اور مصیبتیں برداشت کرنا

سیکھیں ان کا چونکہ نام ہی مسلم یا ایک صلح پسند
اور حق جو قوم تھا اور وہ نام ان کا اپنا تجویز کردہ
نہ تھا بلکہ اس خدائے قادر کا تجویز کردہ تھا
هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ جس نے انہیں حقیقی
معنوں میں مسلم بناکر دکھانا تھا اسلئے انہیں اجازت
نہیں دی گئی کہ وہ ان دکھوں ان مصیبتوں ان
حق تلفیوں اور جانوں کے تلف ہونے پر اعلان
جنگ کریں جنپر دنیا کی دوسری قومیں کرتی ہیں
مگر آخر ان کو بھی میدان جنگ میں نکلنا پڑا کب
اور کن حالات کے ماتحت ایسا کرنا پڑا اسپر
قرآن سے بڑھکر کوئی شاہد نہیں۔ ابتدا میں
جنگ کی اجازت کا ذکر دو موقعہ پر قرآن شریف
نے فرمایا ہے ایک سورہ حج میں اور دوسرے
سورہ بقر میں اور دونوں جگہ الفاظ مختلف ہیں
مگر مفہوم ایک ہی ہے سورہ حج میں تو یہ ہیں
الفاظ فرمایا أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ
ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ
اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ
اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ
وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ
كَثِيْرًا (۲۲-۲۹-۴۰) ان لوگوں کو جن کے
ساتھ جنگ کیا جاتا ہے اجازت دی جاتی ہے۔
(کہ وہ بھی جنگ کریں) کیونکہ ان کے ساتھ ظلم کیا
جاتا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ وہ لوگ
جو ناحق اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے (اور انکا
سوائے اس کے (کوئی قصور نہ تھا) کہ وہ کہتے تھے
ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک
دوسرے کے ذریعہ سے نہ رکواتا تو صومعے اور
گرجے اور عبادتخانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا
نام بہت لیا جاتا ہے ویران کر دیئے جاتے "
اور سورہ بقر میں فرمایا۔ وَقَاتِلُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ
(۲: ۱۹) اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ

جنگ کرو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور
(ضرورت جنگ کی) حد سے نہ بڑھو۔ کیونکہ اللہ
حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور اس کے
آگے فرمایا۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ
وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (۲: ۱۹۳) اور اُن کے
ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور
مذہب اللہ کے لئے ہو۔

اول دونوں مقامات سے ذیل کی باتیں معلوم
ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان طرح طرح کے دکھ
اور مصیبتیں اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے برداشت
کر چکے تھے وہ اپنے گھروں سے بھی ناحق نکالے جاچکے
تھے۔ مگر ان کو اپنی مصیبتوں کا انتقام لینے یا اپنے
گھروں کے واپس لینے کے لئے جنگ کی اجازت
نہیں دیگئی تھی۔ دوئم یہ کہ ان کا جنگ کرنا اب
اپنے لئے نہ تھا بلکہ فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ
میں تھا اور دوسری جگہ اسی مطلب کو ان الفاظ
میں بیان فرمایا۔ کہ اگر اب بھی جنگ کی اجازت
نہ دیجائے۔ تو تمام مذاہب کے مقدس مقامات
برباد کر دیئے جائیں گے۔ سو مسلمانوں کا جنگ
اپنے مال و جان اپنی عزت اپنی تجارتوں کی حفاظت
کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ان مقامات کو جو اللہ تعالےٰ کی
عبادت کے لئے مخصوص ہیں خواہ وہ کسی مذہب
کے ہوں ویرانی سے بچانے کے لئے تھا اور اسی کا
نام فی سبیل اللہ رکھا ہے۔ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ
کے الفاظ سے اور فی سبیل اللہ کہنے سے بتایا ہے
کہ مسلمانوں کا جنگ اپنی قومیت کے لئے بھی نہیں
بلکہ سب قوموں کے یکساں بھلے کے لئے اور صرف
اسی قوم کے خلاف ہے جو تمام قوموں کی مذہبی آزادی
کو برباد کر کے اللہ کے نام کو دنیا سے مٹانا چاہتی
ہے۔ جو یہ اجازت نہیں دیتی۔ کہ لوگ کلمہ حق منہ سے
کہہ سکیں بلکہ کسی کلمہ حق اپنی کسی غرض یا فائدہ کے
منافی خیال کر کے ایسے کلمہ حق منہ سے نکالنے والے
لوگوں کو دنیا سے نیست و نابود کرنا چاہتی ہے۔
سوئم دونوں آیتوں میں ایک جگہ يُقَاتَلُوْنَ
فرمایا اور دوسری جگہ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

السلام علیکم ۔ اسلامی اسلام کے احکام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ ۱/ ربیع

ahmadimuslim.de

زنا کر یہ حکم دیا ہے کہ باوجود ان سب باتوں کے کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہے ہیں اور ان کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اللہ کے نام کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے پھر بھی مسلمانوں کو یہ اجازت نہیں کہ اپنے مخالفوں سے جنگ کی ابتدا کریں۔ بلکہ پہلے مخالف جنگ شروع کریں تو اس کے بعد مسلمانوں کو جنگ کی اجازت ہے۔ باوجود دیکہ تمام واقعات پیدا ہو چکے تھے۔ جن کی وجہ سے جنگ ضروری ہو چکی تھی۔ پھر بھی اسلام کو جنگ کے ساتھ اس قدر نفرت تھی۔ کہ اب بھی یہی حکم ہوتا ہے کہ مخالف جنگ شروع کریں۔ تو تم جنگ کرو ورنہ اب بھی رُکے رہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرمایا کہ اگر جنگ شروع کر دینے کے بعد وہ رُک جائیں اور جنگ کرنا ترک کر دیں تو تم بھی رُک جاؤ اور ان کی ساری زیادتیوں کو معاف کر دو۔ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲: ۱۹۲)

چہارم جنگ کے اندر جنگی ضروریات سے بڑھکر کسی قسم کی زیادتی کرنے سے روکا۔ لَا تَعْتَدُوْا ایک قوم جو طرح طرح کے دکھوں اور مصیبتوں کا شکار ہو چکی تھی۔ ممکن تھا کہ فتح اور غلبہ کے وقت وہ اپنی مصائب کا انتقام لینے کے لئے دشمن پر کوئی زیادتی کر بیٹھے۔ اس سے روکا اسی بنا پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانشین اپنی فوجوں کو یہ ہدایت دیتے رہے۔ کہ بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ راہبوں وغیرہ کو جنگ میں قطعاً نہ چھیڑا جائے۔ ثمردار درخت نہ کاٹے جائیں۔ گھر نہ جلائے جائیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کے ارتکاب سے کئی مہذب قوموں کا دامن آج بھی آلودہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ مظلوم ہو کر نہیں بلکہ ظالم ہو کر جنگ کرتے ہیں ان کو کوئی دکھ دینے والا نہیں بلکہ وہ دوسروں کو دکھ پہنچانے کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ جن سے اٹلی کے خونخوار مظالم طرابلس میں۔ یا بلقانی ریاستوں کے وحشیانہ مظالم ٹرکی کی پردہ نشین عورتوں اور معصوم بچوں پر۔ یا جرمنی کا بلجیم کے شہروں کو جلانا اور بچوں اور عورتوں تک کی مصائب کا لحاظ نہ کرنا۔

پنجم جنگ کی غرض یہ نہ تھی کہ کسی قوم کو مفتوح اور مغلوب کر لیں یا کسی پر اپنے رعب کا سکہ بٹھائیں بلکہ صرف یہ کہ فتنہ باقی نہ رہے امن پسند مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو کلمہ حق کہنے کی وجہ سے دکھ نہ دیا جائے۔ گرجے۔ مسجدیں اور دوسرے مذاہب کے عبادتخانے سب یکساں محفوظ ہوں اسی کا نام يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ رکھا ہے اور یکون الدین کے جو معنے بعض لوگوں نے یہ کئے ہیں کہ سب لوگ اللہ کا دین یعنے اسلام قبول کر لیں وہ نہ صرف قرآن کریم کے دوسرے مقامات کے خلاف ہیں بلکہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات یہ بتاتے ہیں کہ آپنے یہ معنے اسکو کبھی نہیں سمجھے مثلاً اسی جگہ قرآن شریف میں فرمایا فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اگر یہ لوگ جنگ سے رک جائیں تو تم ان کو سب کچھ معاف کر دو اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کہ اگر یہ صلح کے لئے جھکیں۔ تو تم سب صلح کے لئے جھک جاؤ۔ پس اگر اسلام قبول کرنا شرط ہوتی۔ تو یہ ہدایات جو اس کی منافی ہیں کیوں دیجاتیں سب سے بڑھکر یہ کہ سورہ حج میں جنگ کی آخری غرض یہ لکھی ہے کہ گرجے اور دوسرے عبادتخانے اور مسجدیں سب یکساں ویرانی سے بچائے جائیں اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقعہ پر کفار سے صلح کی حالانکہ انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہاں تک شرط کر لی تھی کہ کفار میں سے کوئی مسلمان ہو کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلا جائے تو آپ اسے اپنے پاس نہیں رکھیں گے اور مسلمانوں میں سے کوئی کفار سے جا ملے تو کفار اسے واپس نہیں کرینگے۔ پس ان تمام آیات اور ان واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ کے یہ معنے کہ سب لوگ اللہ کا دین قبول لیں غلط اور قرآن کریم کے صریح مخالف ہیں۔

ان تمام امور سے معلوم ہوگا کہ گو اسلام کو جنگ کرنی پڑے مگر یہ اس غائیت درجہ کی مجبوری میں جائز رکھے گئے۔ جب اور کوئی صورت قیام امن کی باقی نہ رہی۔ اور چونکہ قیام امن اسلام کے اصل اغراض میں سے تھا اسلئے صرف اسی ایک غرض کے لئے جنگ کی اجازت دی اور اسی قیام امن کی حد تک جنگ کے جاری رکھنے کا حکم دیا اور کسی وقت اس غرض کے حاصل ہو جانے کی صورت میں جنگ کو روک دینے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوگا۔ کہ واقعی اسلام صلح کا نام ہی ہے الصلح خیر اور امن کے قائم کرنے کے لئے جو ضرورتیں پیش آئیں۔ اور جو کچھ بھی قربانیاں کرنی پڑیں وہ اسلام کے اس مفہوم کے منافی نہیں۔ (پیغام صلح)

ترکوں کے متعلق مرزائی اخباروں کی رائے

آجکل چونکہ ترک برسر جنگ ہیں اسلئے ہر ایک انجمن سوسائٹی اور اخبار ان کی نسبت اظہار رائے کر رہے ہیں مرزائی اخباروں نے مندرجہ ذیل رائے ظاہر کی ہے۔

لاہوری پارٹی کا آرگن "پیغام صلح" لکھتا ہے۔

"الٰہی دنیا کے ان زلزلوں اور ہلاکتوں میں ہماری حفاظت فرما اور ہم سے کوئی بھی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو ہماری ہلاکت و بربادی اور تیرے دین کی ذلت کا موجب ہو۔ ہم نہیں جانتے کہ ترکوں کی تباہی تیرے دین کے لئے مفید ہے یا مضر۔ اگر ترکوں کا وجود اسلام کے لئے مضر ہے تو ان کو ضائع ہونے دے اور اگر اسلام کے لئے انکا وجود مفید ہے تو ایسے سامان کر کہ وہ دنیا میں قائم اور سلامت رہیں"

قادیانی جماعت کا آرگن الفضل لکھتا ہے۔

ترکوں کی حالت جبکہ اس درجہ نیچے گر گئی ہے اور وہ دین سے ایسے بے بہرہ اور نسلی تعصب کے ایسے دلدادہ ہو گئے ہیں تو اون کو مسلمان کہنا یا اُن کی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا کیسی بے وقوفی ہے جب اسلام ہی نہ رہا تو پھر اسلامی حکومت کیسی! اسلامی حکومت وہی ہے جس میں اسلام کا خیال رکھا جائے جو اسلام کی ترقی کا باعث ہو۔"

اہلحدیث۔ الفضل کا فیصلہ بہت صاف ہے کہ ترک مسلمان ہی نہیں۔ مگر الفضل کا یہ فیصلہ خاص ترکوں ہی کے حق میں نہیں بلکہ کل دنیا کے حق میں ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں غرض ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

ایک مرزائی کے سوال بغرض جواب

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و مزاج شریف کے بعد عرض ہے کہ ایک شخص احمدی مندرجہ ذیل سوالات کرتا ہے اور اس شرط پر جواب طلب کرتا ہے کہ اگر مجھے جواب ملجاویں تو میں مرزائیت سے تائب ہو جاؤں گا۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بہت جلدی تحریر فرماویں اور نیز تحریر فرماویں کہ جو مباہلہ کپتے اور مرزا کے مابین ہوا ہے وہ بدر اخبار میں کس تاریخ کے پرچہ میں ہے اور سنہ کونسا ہے اور وہ پرچہ کہیں سے مل بھی سکتا ہے یا نہیں اور اگر اور کہیں سے نہ ملے تو آپ دکھا سکتے ہیں یا نہیں ضرور مہربانی فرما کر جلدی جوابات سے مطلع فرماویں کیونکہ اس مرزائی کے سے میری شرط ہے اور دن تھوڑے باقی ہیں اگر کوئی رسالہ اس بارے میں ہو تو بذریعہ وی پی ارسال فرماویں۔ وہ سوالات یہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جو قرآن مجید و حدیث صحیح سے ثابت ہے اس پر ایک مرزائی یہ سوال پیش کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ کس حیثیت سے نازل ہونگے آیا اپنی اصلی حیثیت سے یا اس سے تنزل ہو کر یا ترقی پا کر یا ان تینوں صورتوں سے علیحدہ کسی دوسری حیثیت پر۔

(الف) اگر اصلی حیثیت سابقہ پر نزول فرماویں گے تو امت محمدیہ سے انکا کوئی تعلق نہ ہوگا وہی کتاب انجیل اور وہی ان کی امت نصاریٰ اور وہی رسالت و نبوت جس کا تعلق صرف بنی اسرائیل یہود سے تھا انکو ملے گی کیونکہ سابقہ اصلی حیثیت تو ان کی یہی تھی (ب) اگر اس سے تنزل ہو کر آویں تو منجملہ افراد محمدیہ کے ایک امتی ہونگے اور اپنی اصلی حالت نبوت و رسالت سے بلا قصور معزول ہو جاویں گے اور اس طرح معزول ہونا بخلاف قرآن مجید ہے دیکھو جَعَلَنِی نَبِیًّا وَجَعَلَنِی مُبَارَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ۔ لہذا وہ نبی سے امتی نہیں ہو سکتے۔ (ج) آپ لوگ جو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ خدایا مجھے امت محمدیہ میں داخل فرمائیو چونکہ وہ دعا انکی قبول ہو گئی تھی اس لئے وہ اس امت میں داخل ہونگے تو یہ سخت غلطی ہے کوئی نبی بلکہ ادنیٰ مومن بھی کبھی تنزل کی دعا اپنے حق میں نہیں کرتا تو پھر مسیح علیہ السلام کو باوجود مستقل رسول صاحب امت ہونے کے کیا پڑی کہ وہ اپنے حق میں تنزل کی دعا کرتے کیا وہ اپنی اصل رسالت کو افراد محمدیہ سے کم خیال کرتے تھے اگر یہی امر ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو لینے امتی ہونے سے کیا سمجھو تب انہیں امت محمدیہ میں داخل فرمائیو (د) اب تیسری حالت انکی ترقی کی ہو سکتی ہے وہ اس طرح کہ پہلے تو انکا دعویٰ تھا کہ یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ اور پھر دعویٰ کریں کہ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ مگر اس حالت میں علاوہ ایک جدید رسالت ملنے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت جو انکا عقیدہ خاتم النبیین ہونے کا ہے اس کا کیا حشر ہوگا۔ اور بعد نزول حضرت عیسیٰ ع کے اس بشارت کے کیا معنے ہونگے۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ کیا آپکے بعد پھر احمد تشریف لاوینگے۔

(۲) لوازمات رسالت و نبوت سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام انبیاء کے پاس آتی ہے اور ایسی وحی پر ایمان لانا ہر ایک مومن کا فرض ہے اور نبی کی ایسی وحی کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور یہ وہ خاصہ ہے جو بصورت موجودگی نبوت و رسالت کسی نبی سے دنیاوی زندگی میں علیحدہ نہیں ہوتا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول پر اگر رسالت و نبوت سے معزول نہ ہونگے تو خداوند تعالیٰ کی وحی جلی متلو بذریعہ ملک جبرئیل ان کے پاس آئیگی یا نہیں اگر آئیگی تو اس پر تمہارا ایمان لانا فرض ہوگا یا نہیں اور بصورت انکار اس وحی کے تم لوگ کافر کہلاؤ گے یا نہیں۔ اگر کافر کہلاؤ گے تو جبکہ قرآن مجید کی وحی پر ایمان لانیکے بعد بھی کفر سے نہ بچے تو ایسی صورت میں بعد نزول قرآن وحی و نبوت کا سلسلہ جاری ہوا یا نہیں۔ اگر جاری ہوا تو اسپر ایمان لانا بھی ضروری ہوا اور اس کے انکار سے کفر بھی لازم آیا تو بتاؤ تمہارا قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا کچھ بھی مفید نہ ہوا کیونکہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی آمد ثانی پر جو وحی نازل ہوگی اس کے انکار سے تم کافر ہو جاؤ گے۔ اگر ایمان لانا ضروری نہیں یا ان پر جبرئیل وحی نہیں لائینگے تو معلوم ہوا کہ وہ نبوت سے بھی معزول ہوں گے اور منجملہ امت محمدیہ کے ایک صوفی درویش ہوں گے جنکو درویشانہ اور صوفیانہ معمولی الہام کبھی ہو جایا کرے گا مگر وہ وحی یا نبوت نہ ہوگی اور نبوت سے معزول ہونگے۔

(۳) مسیح ابن مریم کی زبان تو عبرانی یا سریانی تھی اور شریعت محمدیہ و قرآن مجید عربی زبان میں ہے لہذا جبکہ وہ نازل ہونگے تو اس غیر زبان کو جو ان کے لئے اجنبی ہے اس عالم اسباب میں کس طرح حاصل کرینگے۔ آیا آسمان سے ہی عربی زبان سیکھ آئیں گے یا بذریعہ جبرئیل ان پر دوبارہ قرآن مجید

جنگ یورپ کے اثرات

شروع شروع میں جب قیصر جرمنی نے فرانس پر چڑھائی کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ تو مدبران یورپ کو یہ امید نہیں تھی۔ کہ یہ جنگ بہت زیادہ طول پکڑے گی۔ اور اس خونریز و آتش کے شعلے دور دور تک پھیلکر ایک ہیبت ناک صورت پیدا کر دینگے۔ اور اسکا اثر ملک کی تجارت پر خصوصیت سے بہت برا پڑیگا۔ مگر جوں جوں دن گذرتے گئے۔ یہ گتھی بجائے سلجھنے کے زیادہ پیچیدہ ہوتی چلی گئی اور اپنے مضر اثرات کی وجہ سے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ناگوار اثر ڈالنے کا موجب و موجب ہوئی۔

جرمنی۔ روس۔ فرانس۔ آسٹریا وغیرہ ممالک کی تجارت پر جو اسکا برا اثر پڑا ہے۔ اسکی تلافی تو وہ مدتوں تک نہ کر سکیں گے۔ اور بعد میں انکو معلوم ہوگا۔ کہ یہ بیوپار انکا سود مند تھا یا نہ۔ لیکن ہندوستان جو پہلے ہی بہت کچھ آئے دن کے قحط۔ بیکاری اور بیماری کی وجہ سے بیجان و ادموا ہو رہا ہے۔ اس کے لئے تو یہ جنگ مرتے کو مارے شاہ مدار کا مصداق ثابت ہو رہی ہے تجارت کی راہیں مسدود ہیں۔ کاروبار میں تغیر واقع ہو رہا ہے۔ قحط کا یہ عالم ہے۔ کہ امرتسر جیسے شہر میں جو پنجاب کی تجارتی منڈی ہے۔ آٹا سات سیر۔ گوشت تین سیر اور دودھ چار سیر فی روپیہ بک رہا ہے۔ جو غریب طبقہ کے لئے بالکل ناقابل برداشت ہے۔ دوسرے مقامات کی حالت کا اندازہ آپ کر لیں۔

قحط کی سختی آدمی برداشت کر سکتا ہے۔ اگر کاروبار اچھا ہو اور تندرست ہو۔ بیماری کی تکلیف جھیل سکتا ہے اگر گرانی کا دور دورہ نہ ہو۔ اسی طرح بیکاری کے برے ایام بھی آدمی اس امید پر کاٹ لیتا ہے۔ کہ کسی دوسرے وقت میں یہ خسارہ پورا کرے گا۔ بشرطیکہ صحت ہو۔ دل مستحکم مرضی ہو آیا ہے۔ لیکن قحط۔ بیکاری اور بیماری سر پر کے چھوٹے چھوٹے دل جب اکٹھے ہو جاویں تو غریب مسلمانوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ جو بدقسمتی سے ہر دن چڑھے اٹھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور توکل کے انتہائی پہلو پر اسقدر عامل ہیں کہ صبح کی کمائی سے کچھ شام کو اور شام کی کمائی سے صبح کے لئے بچانا ہی نہیں چاہتے

اسوقت غریب ہندوستانیوں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قحط کی سختی اور بیکاری کیوجہ سے خورد و نوش اور پوشش کا سامان میسر آنا تو درکنار ایندھن کی تکلیف ہی کچھ کم اضطرابی و بےچینی کا باعث نہیں ہے۔

چونکہ ہماری جہل انگاریوں اور راحت طلبیوں کیوجہ سے ہندوستان کے اندر اپنی صنعت و حرفت تلف ہوتے ہوتے محض برائے نام رہ گئی ہے۔ اور ہماری زندگی کا مدار اور ہماری معاش کا انحصار یورپ کی توجہ اور فراغت ہے۔ اور یورپ بوجہ جنگ کے خود معذور و مجبور ہے۔ اسلئے کاروباری لوگ خصوصاً اور ان سے تعلق رکھنے والے عموماً ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اور منتظر ہیں۔ کہ کب جنگ ہٹے۔ اور وہ کچھ روزی کما کر کھانے کے قابل ہوں۔

یہ جنگ جو دن بدن زیادہ پھیلتی چلی جا رہی ہے نہ معلوم کب تک طوالت کھینچے۔ اور کیا کیا تغیرات پیدا کرے۔ اسلئے ضرورت ہے۔ کہ منتظمان حکومت گرانی سے کم از کم ہندوستانیوں کو محفوظ رکھیں۔ اور کچھ ایسے ذرائع مہیا کر دیں۔ جن سے قحط اور بیکاری کی تکالیف کا قرار واقعی انسداد ہو جائے۔ خادم قوم۔

عیسائی اخبار نور افشاں کیا کہتا ہے؟

لدھیانہ کا عیسائی اخبار مذکور صفحہ پر کہتا ہے۔

"فن محاربہ کے ماہرین اس امر پر متفق ہیں کہ ایک ہی جگہ پر قایم ہونا اور اپنے مقام کو صرف محفوظ رکھنے کی کوشش اور تجاویز کرنا خواہ وہ کیسی ہی پر تقشن کیوں نہ ہو۔ جنگ میں ہزیمت پانے کی نشانی ہے کسی کا قول اور نصیحت ہے۔ کہ ہوشیار ہو جو مقام تمہارے قبضے میں ہے۔ اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ آگے نہ بڑھو۔ ایک ایک دور بین اور تجربہ کار اور خیر اندیش عالم نے یوں کہا۔ آگے نہ بڑھنے سے مراد پیچھے ہٹنا ہے۔ اور زیادہ محکم مقامات کو فتح نہ کرنا اسکو ہاتھ سے گنوا دینا ہے۔ جو اپنے قبضہ میں ہو۔ جو چیز ہمارے پاس ہے۔ اسکی شرط یہ ہے۔ کہ ہم اور زیادہ حاصل کریں۔ اور اسکو بھی اپنی ملکیت بنا لیں۔ ہر ایک قدم جو آگے بڑھتا ہے۔ وہ ہلاکت کن بلا و ہے۔" (نور افشاں ۱۴ دسمبر)

وزیر انگلستان کا تاسف

قیصر جرمنی نے پچھلے دنوں ایک تقریر میں کہا تھا۔ کہ الہام القاء ربانی ہوتا ہے۔ قیصر جرمنی کے اس دعوے اور کھلی پر مسٹر لائڈ جارج وزیر انگلستان نے ریمارک کرتے ہوئے یہ فقرات اضافہ کر دئے تھے۔ کہ یہ دعوے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ۔۔ تیرہ سو سال بعد آج قیصر ولیم نے کیا ہے۔ اس تشبیہ سے قدرتاً اہل اسلام کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ اور وہ منتظر تھے۔ کہ اس کی تلافی کب اور کسطرح کی جاتی ہے۔ ہم کو مسرت ہے کہ لنڈن مسلم لیگ نے مسلمانان عالم کے خیالات سے مسٹر موصوف کو مطلع کیا۔ اور ہز ہائینس سر آغا خاں نے ایک تقریر میں اس پر اظہار نفرت کرنے کے علاوہ خود بھی ان سے اسی معاملے کے متعلق ملاقات کی جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ صاحب موصوف کے سکرٹری نے مسلم لیگ سے افسوس ظاہر کیا ہے۔ کہ جلدی کی حالت میں انہوں نے ایسے الفاظ کہے جن سے مسلمان رعایا کے جذبات کو صدمہ پہنچا ہوگا۔ اور انہوں نے لیگ کو یقین دلایا ہے۔ کہ مسلمان رعایائے سلطنت کی دل آزاری سے زیادہ کوئی چیز ان کے خیال سے بعید نہیں ہو سکتی خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ وہ ایسے شاندار طریقہ پر (برطانوی) جھنڈے کی حمایت کے لئے اٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے نہ صرف اپنی تقریر میں سے وہ الفاظ جن پر اعتراض تھا نکلوا دئے ہیں۔ بلکہ فوراً ہدایت کی ہے۔ کہ تقریر کی وہ اشاعت ہمیشہ فروخت نہ ہو جس میں یہ الفاظ مندرج ہیں آہ ؎

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

مسلمان نادار

وکٹوریہ لاہور میں دو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کی اسامیوں کے لئے جو امتحان مقابلہ ہوا تھا۔ اس میں لالہ کلونت رائے ایم اے۔ ایل ایل بی۔ اور بھائی اقبال سنگھ بی اے کامیاب ہوئے ہیں۔ افسوس کہ مسلمان ایک بھی نہیں۔ مسلمان جو دینیات میں بہت کم دلچسپی لیتے ہیں وہ

ملک کی مذہبی حالت اور اہلحدیث کانفرنس سے خواہش

کہ کسی انجمن یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے یہ ابتدائی مرحلہ ضروری ہے۔ کہ جو کام اوس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اوس کی ضرورت ملک میں عام طور پر ہو ۔ دوسرے قوم کی توقعات اس انجمن سے ہوں۔ الحمد للہ اہلحدیث کانفرنس کے لئے یہ دونوں مرحلے طے ہیں۔ ملک میں توحید و سنت کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ اور قوم کو اس کانفرنس سے توقع بھی ہے جیسا کہ خط مندرجہ ذیل اس کی شہادت دیتا ہے جو میرے ایک مکرم ذی علم دوست نے لکھتے ہیں:۔

حامداً و مصلیاً

مولانا مکرم زاد مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ للہ الحمد طالب خیریت بخیریت ۔ رب سے خیریت مزاج سے مسرور نہیں ہوا۔ میں ایک مدت سے متواتر دورہ تحصیل مصروف ہوں۔ ایک ضروری تقریب میلہ پر اگر ہو سکے تو کانفرنس اہلحدیث کا واعظ ضرور بھیجیں۔ میلہ بمقام شاہ صادق ٹمٹا متصل اسٹیشن وریام تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہوتا ہے۔ مختصر کیفیت میلہ مذکور یہ ہے کہ گدی نشین مجرد ہوتا ہے۔ جو ایک عورت طوائف بلا نکاح بٹھا لیتا ہے۔ میلہ کے موقع پر اس کے قریب مشہور مشہور طوائف ملتان جھنگ شورکوٹ۔ لاہور وغیرہ سے چاند کی پہلی تاریخ کو پہنچ جاتی ہیں جن کو فقیر صاحب کی طرف سے خرچ خوراک تکلف ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ علاقہ کے معزز زمیندار ذیلدار وغیرہ جمع ہوتے ہیں۔ تحصیل اور ضلع کے بعض اہلکار بھی شریک ہوتے ہیں۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک بعد دیگرے باری باری سے مجرا ہوتا ہے۔ فقیر صاحب رنڈیوں کا بدرہ آگے رکھ لیتے ہیں اور ہر ایک پر نثار کرتے ہیں۔ شرکاء مجلس بھی حسب حیثیت فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں۔ دس تاریخ کو میلہ ختم ہوتا ہے اور ہر ایک طائفہ کو انعام اکرام دیکر رخصت کیا جاتا ہے۔ گدی کی آمدنی سالانہ قریباً ... ہزار کے قریب ہے۔ جو کنجروں کی ملک ہے۔

یہ میلہ گویا اوس بزرگ مرحوم کی شادی کی رسومات کے مطابق ہوتا ہے۔ کیونکہ صاحب مزار مجرد تھے غرض دنیا بھر میں کوئی فسق و فجور کا ایسا مجمع نہیں ہوگا۔ فقیر کا ذاتی خرچ میلہ پر قریباً آٹھ دس ہزار روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ نذر چڑھاوا وغیرہ کی اوس گدی پر رسم نہیں بلکہ خود فقیر صاحب ہر ایک مہمان کو خلعت دیکر رخصت کرتے ہیں غرض مفصل تو آپکا واعظ رپورٹ کرے گا۔ مگر دنیا بھر میں یہ ایک فسق و فجور کا خاص مجمع ہے میں ایک دو سال ایک دو واعظ لیکر گیا۔ مگر واعظ طامع تھے۔ جو بغیر طمع کے جاتا اور امر بالمعروف کرنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس لئے مکلف ہوں۔ کہ اگر آپ بے تنخواہ دار واعظ بھیجیں لا وجہ لقول آنکھ اپنا کھائیں اور اپنا گائیں۔ تو یقیناً حق تبلیغ پورا ہو۔ اکثر اہل اسلام علماء کی آمد سنکر بھی آتے ہیں

رقیمہ احقر ... عالم

اڈیٹر۔ اب وقت گذر گیا۔ انشاء اللہ آئندہ سال انتظام کیا جائیگا

سفیر کانفرنس اہلحدیث کا دورہ

مولوی عبدالستار حسن صاحب سفیر کانفرنس اہلحدیث ۲۵ اکتوبر یکشنبہ کو بدایوں اس خیال سے تشریف لائے تھے۔ کہ میلہ موضع گگوڑے میں تبلیغ کریں لیکن اس خیال کو بچند وجوہ و مصالح ملتوی کرکے آپ سہسوان تشریف لائے۔ یہاں آکر آپ نے ۲۶ اکتوبر دوشنبہ کو بوقت صبح مسجد غلام علیشاہ صاحب مرحوم میں تبلیغ و اتفاق کے متعلق نہایت سنجیدگی کے ساتھ بیان فرمایا جس سے تمام حاضرین جلسہ آپکی خوش بیانی کے گرویدہ ہوگئے۔ بعد عصر آپ نے منشی سید انوار احمد صاحب کے مکان پر ایک جماعت کثیر کے روبرو صوم و صلوۃ کا بیان فرمایا۔ یہاں عورتوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ پھر اسی تاریخ کو بعد عشاء آپ محلہ پیچے یقین محمد مکان بشیر علیخاں پر تشریف لے گئے۔ آپ کے انتظار میں مردوں اور عورتوں کا گروہ پہلے سے بیٹھا تھا۔ آپ نے پہنچتے ہی توحید کا بیان شروع کر دیا۔ لوگوں کی گرویدگی کا ہی یہ باعث تھا۔ کہ متواتر دو ڈھائی گھنٹہ تک جمے رہے۔ ۲۷ اکتوبر سہ شنبہ کو صبح کے وقت مولوی سید جمیل احمد صاحب کے مکان پر طہارت و نماز و قربانی کے مسائل و احکام کا بیان فرمایا۔ یہاں بھی مرد و زن کی ایک معتدبہ جماعت موجود تھی۔ پھر اسی تاریخ کو بعد عشاء آپ نے محلہ پیچے یقین محمد میں شیخ محمد حنیف صاحب کے چوپال پر بیان فرمایا جس میں مختلف مسائل کا ذکر ہوا۔ ۲۸ اکتوبر چہارشنبہ کو میر ہادی علی صاحب رئیس قاضی محلہ کے یہاں آپ نے نہایت مدلل بیان اتباع سنت کے متعلق فرمایا۔ پھر بعد عشاء آپ نے محلہ جاہ شرمیں میں وعظ فرمایا جس میں علم غیب و تعزیہ و قبر پرستی وغیرہ شرک و بدعت پر ایک تنقیدی بحث کی۔ ۲۹ اکتوبر پنجشنبہ کو آپ موضع خیر پور پہنچے۔ وہاں جاکر آپ نے لوگوں کو نماز و توحید کی تلقین فرمائی ۳۰ اکتوبر جمعہ کو جامع مسجد سہسوان میں خطبہ میں قیامت و آخرت کا مختصراً بیان فرمایا۔ پھر اسی روز بعد عشاء قاضی نہال حسن صاحب کے مکان پر توحید و نماز کا وعظ فرمایا۔ چونکہ یہاں عورتوں کی ایک کثیر جماعت شامل تھی۔ اسلئے پردہ کے متعلق بھی آپ نے اچھی بحث کی۔ ۳۱ اکتوبر کو آپ نے مجمع کثیر کے ساتھ نماز عید ضحی ادا فرمانے کے بعد خطبہ میں توحید و قربانی کے متعلق بقدر مناسب بیان کیا۔ ۲ - نومبر دوشنبہ کو محلہ محی الدین پور میں دو گھنٹہ تک توحید و نماز کا بیان کیا جس کے اثر سے چند بے نماز تائب ہوگئے۔ ۳ - نومبر کو آپ موضع بازید پور بنگلہ سہسوان تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر آپ نے بعد عشاء تمام لوگوں کو جمع کرکے توحید و نماز کی تلقین فرمائی۔ اور قبر پرستی وغیرہ کا رد کیا ۴ - نومبر کو موضع بھوانی پور میں بعد عشاء توحید و نماز وغیرہ کا بیان کیا۔ ۵ - نومبر پنجشنبہ کو موضع مصطفے آباد میں توحید و عمل بالحدیث کی تبلیغ کی۔ اور سود کی

حرمت اور اس سے نفرت بیان کی۔ ۶۔ نومبر کو موضع رفعت پور (؟) ڈاکخانہ دیگواں میں خطبہ جمعہ میں تھوڑا سا وعظ کہا۔ صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا۔ ۷۔ نومبر کو موضع سرسول میں توحید ونماز وپردہ کے متعلق مبسوط ذکر کیا۔ ۸۔ نومبر کو واپس سہسوان آئے۔ ۹۔ نومبر کو خطیب منظور حسن صاحب کے مکان پر توحید وسنت کا بیان فرمایا جس سے مالک مکان ودیگر حضار کو بیانتک گرویدگی ہوئی کہ بعد عشاء آپکو پھر دوبارہ وعظ کہنا پڑا۔ اسوقت آپنے توحید وعلم غیب کا قرآن وحدیث سے بحوالہ کتب فقہ معتبرہ مثل شرح فقہ اکبر وعالمگیری وقاضیخاں ومالابدمنہ وبحرالرائق۔ وغیرہ نہایت مبسوط ومدلل قابلانہ جامع ومانع بیان فرمایا جس سے تمام حاضرین موافق ومخالف جو ایک کثیر تعداد میں موجود تھے۔ نہایت درجہ محظوظ ومسرور ہوکر جو لوگ اہلحدیث سے متنفر تھے۔ اون میں خوش عقیدگی کے آثار نمودار ہونے لگے۔

اللہ عزوجل مولوی صاحب مدوح وعامیان اہلحدیث کانفرنس کو جزائے خیر دے۔ ۱۱۔ نومبر کو وقت صبح جناب مولوی صاحب موصوف کی روانگی ضلع بدایوں کو ہوئی۔

فہرست چندہ کانفرنس اہلحدیث

مولوی ابن حسن صاحب ممبری کانفرنس اہلحدیث عما
اختر محمود صاحب ممبری کانفرنس اہلحدیث عما
سید عبدالرحمن صاحب عصہ شیخ لطافت علی صاحب سرسول عصہ عید آنہ فنڈ ۸ میزان کل سہ عہ

المرسل خاکسار اختر محمود حفظہ اللہ الودود

(از سہسوان (بدایوں))

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ ایک اخلاقی حدیث ہے جس میں بدگمانی سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ ظن جو افعال قلبیہ سے ہے۔ اسپر حدیث کا حمل جو افعال جارحہ سے ہے کیونکر درست ہوگیا۔ اور کس نتیجہ کے خیال سے ایسا عمل جائز سمجھا گیا۔ پس عرض ہے حق سبحانہ تعالے اور اوس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیمات کا عام منشا ہے۔ کہ بنی نوع انسان دنیا میں متحلی بالفضائل و متخلی عن الرذائل ہوکر رہیں۔ اپنے کو اون صفات حسیدہ کے ساتھ متصف رکھیں۔ جو دنیا اور آخرت دونوں میں باعث سرفرولی ہیں۔ اور ایسے ناپاک اور گندے اوصاف کے موصوف نہ بنیں۔ جو دارین میں موجب سیاہ روئی ہیں۔ منجملہ اون صفات زکیہ حسیدہ کے ایک صدق یعنے راست گوئی ہے فرمایا۔ علیکم بالصدق یعنے سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس صفت کا موصوف صادق یعنے راستگو سچا کہلاتا ہے۔ حق سبحانہ تعالے نے اپنی نسبت فرمایا ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ و من اصدق من اللہ قیلا۔ یعنے بات میں اللہ تعالے سے بڑھکر کون سچا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ کوئی نہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ صدق ایسی پاک اور ستہری صفت ہے۔ کہ حق تعالے جلشانہ اپنے اندر سب سے زیادہ ہونا ثابت اور پسند فرماتا ہے اور منجملہ اون صفات ذمیمہ خبیثہ کے کذب ہے۔ یعنے دروغگوئی جھوٹ بولنا۔ یہ ایسی ناپاک اور ناشدنی صفت ہے۔ کہ اس کے موصوف پر خدائے کریم کی لعنت برستی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین چونکہ کذب کا مرتکب خدائے کریم کی لعنت کا مستحق ہے۔ اس سے آدمی ڈرکر بچ سکتا ہے۔ مگر شیطان کے غوار یا نفس امارہ کی پیروی سے بدگمانی کی صفت بایں توجیہ حاصل کرنے لگتا ہے۔ کہ مستحق لعنت تو وہی فعل ہے۔ جو جارحہ سے صادر ہو۔ اور یہ ظن یعنے بدگمانی اوس سے بالکل الگ ہے۔ کیونکہ فعل قلب ہے اس کے ارتکاب سے لعنتی نہیں ہوسکتا۔ لہذا آدمی اپنے زعم میں جھوٹ چھوڑکر بدگمانی پر کمر باندھ لیتا ہے۔ اور اپنی اس قوت اجتہادیہ کے بل پر گاؤں گاؤں بلکہ گھر گھر گھوم کر ہر شخص کے جاہ وجلال مال ومنال پر بدگمانی کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ میرا گمان ہے۔ کہ فلاں شخص کی یہ عزت ذاتی نہیں۔ بلکہ

فلاں وجہ سے ہے۔ میرا گمان ہے۔ کہ فلاں کے پاس مال و دولت بکسب حلال نہیں ہے۔ بلکہ فلاں وجہ سے ہے۔ میرا گمان ہے۔ کہ فلاں کی شہرت کمال ذاتی سے نہیں ہے بلکہ فلاں کی طفیل سے ہے۔ غرضیکہ ؎

حسد است وہزار بدگمانی

اور ساتھ اس کے وہ سمجھتا ہے۔ کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اور نہ خدا کے قانونی مجرم ہیں اور نہ لعنتی ہیں۔ بل یحسبون انھم یحسنون صنعا یعنے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ اسی وسوسہ یا خطار اجتہادی کے رفع کے لئے حکیم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حدیث فرماکر سمجھایا۔ کہ ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

بندۂ خدا بدگمانی کرنے سے تو اور زیادہ دور بھاگنا چاہئے کیونکہ اگرچہ یہ فعل قلبی ہے۔ مگر آخر ظنی کذا۔ ظنی کذا۔ میرا گمان یوں ہے میرا گمان اسطرح ہے۔ جارحہ زبان ہی سے تو نکالا پس اس جرم میں تمہارا دل اور تمہاری زبان دونوں شریک ہوگئے۔ لہذا اوس کذب سے جسکی تھنے لعنت کے ڈر سے چھوڑا تھا) بڑھکر اکذب الحدیث کے مرتکب ہوکر کذب انکا ذہن ہوگئے۔ اور پہلے سے ڈبل اور مولی ملعنت کے مستحق ہوگئے۔ فررت من المطر وقعت تحت المیزاب یہی تمکو چاہئے۔ کہ اس ہوکہ سے باز رہو اور بدگمانی کرنے سے بچو۔ اور یہ نہ سمجھو۔ کہ وہ ظن تمہارا قلب ہی تک رہ گیا۔ بلکہ وہ دل سے نکلکر زبان پر آیا اور زبان سے نکلکر خلق میں گیا جس سے خلق تباہ وبرباد ہورہی ہے۔ نفاق وشقاق کشیدگی وکبیدگی۔ رنجیدگی حسد وبغض وکینہ سبھی کچھ پیدا ہوگئے۔ اسی لئے فرمایا۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

ہمیں شک نہیں کہ آج کل عام طور پر بدگمانی کا ایسا برا اثر پڑ رہا ہے۔ کہ کوئی کام دین ودنیا کا بننے نہیں پاتا جہاں کسی شخص موفق نے کوئی کام خیر کی ابتدا کی کہ خلل پہنچی۔ اور اس کام میں رخنہ پڑا۔ اس کے پہلے باہم محبت تھی تو اب عداوت ہے۔ جہاں پہلے باہمی اتفاق تھا۔ تو اب اختلاف ہے۔ بیزاری ہے۔ دل آزاری ہے۔ اور آج اس کا ایسا عالمگیر دورہ ہے۔ کہ کوئی شہر کوئی قصبہ کوئی گاؤں کوئی گھر بلکہ کوئی آدمی اس سے خالی نہیں۔ جہاں ع

سنو اسی کا رونا ہے اور اس کی مثال اس گزشتہ سے اسلامی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ کہ کوئی گن نہیں سکتا۔ ہمکو زیادہ افسوس اوسوقت ہوتا ہے جب ہم گروہ عاملین بالحدیث کو کے اندر یہ ناپاک مرض پاتے ہیں۔ بلکہ اور گروہ سے زیادہ۔ حالانکہ ہمکو اس سے زیادہ نفرت ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہم لوگ متبعین کتاب وسنت ہیں اور کتاب وسنت میں جسقدر اتفاق

فتاوے

س نمبر ۱۸ - کیا حکم ہے شریعت کا۔ کہ مسماۃ ہندہ سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا جس سے شوہر مسمات مسمی زید کو رنج گذرا۔ اور والد مسمات بلا اطلاع زید مسمات ہندہ کو اپنے گھر لایا۔ بعدازاں والد زید برائے طلاق دینے مکان پر مسمات کے آیا۔ مگر بوجہ کسی امر کے طلاق نہیں دیا پھر والد زید نے راجہ کے پاس درخواست کیا۔ کہ ہماری بہو مسمات ہندہ کو والد ہندہ رخصت نہیں کرتا۔ راجہ نے دونوں کو طلب کیا۔ اور والد مسمات سے کہا۔ کہ تم اپنی دختر کو کیوں نہیں رخصت کرتے ہو۔ والد مسمات نے کہا۔ کہ ہم رخصت دینے پر راضی ہیں جب چاہیں رخصت کرا لیویں۔ والد زوج نے کہا۔ کہ ہم ایسی بہو کو نہ لیں گے اور نہ رکھیں گے۔ والد مسمات نے کہا۔ اگر نہ رکھو گے تو مہر مسمات اور زیور اور دان جہیز۔ جو ہم نے دیا ہے واپس کر دو۔ شوہر کے باپ نے کہا۔ کہ اگر زمیندار کے فیصلہ میں ہوگا۔ تو ہم واپس کر دینگے۔ زمیندار نے کہا۔ کہ ہمارے فیصلہ میں کوئی چیز نہ ملے گی۔ کیونکہ مسمات مجرمہ ہے ہاں اپنی خوشی سے واپس کرے تو کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ تکرار جانے دو۔ جو کچھ باخود ہا لیا دیا گیا ہے وہ سب جو جہاں ہے۔ وہاں رہنے دو۔ ایکدوسرے کا مطالبہ کوئی نہ کرے۔ باخود ہا اپنی شریعت (دستور) کے موافق چھٹکارا کرا لو۔ وہاں سے دونوں فریق مکان پر آئے۔ بعدازاں کے والد مسمات مکان پر زوج کے آ کر کہا۔ کہ ایک طلاق نامہ لکھدو۔ بعدازاں کے شوہر نے ایک طلاق نامہ اسطرح پر لکھا۔ کہ تم نے ہمکو زوجیت سے خلاص دیا۔ اور ہم نے تجھکو تین طلاق دیا۔ اور عورت مہر کو چھوڑ دیا۔ اور بہ نسبت زیور اور دان جہیز کے والد زوج نے زوج کی طرف سے ایکروپیہ واپس کر دیا۔ بعد ازاں جب چودہ روز گذرا۔ تو مسمات مذکورہ سے بکر نے نکاح کر لیا۔ اور کہا۔ کہ عدت ایک حیض کی ہوتی ہے اب بہ نسبت اس نکاح کے باخود ہا سخت نزاع ہے چند علماء قائل ہیں۔ کہ یہ خلع ہوا۔ عدت اوسکی ایک حیض ہے۔ وہ عدت جب گذر گئی تو نکاح ہوا۔ یہ نکاح درست ہے۔ اور چند علماء قائل ہیں کہ یہ نکاح درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ خلع نہیں بلکہ طلاق ہے۔ بلکہ وہ بھی رجعی ہے۔ درصورت طلاق بائن کے بھی عدت اسکی تین حیض ہے۔ یہ نکاح اندر عدت کے ہوا۔ یہ نکاح باطل ہے۔ کون فریق حق پر ہیں اور کون باطل پر مع دلائل اسکو دفتر میں تحریر فرما دیں۔ عبدالحکیم از پٹنہ (مالدہ - بنگال)

ج نمبر ۱۸ - صورت مرقومہ خلع کی نہیں۔ بلکہ طلاق ہے خلع میں بحکم فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ عورت کی طرف سے عوض دیا جاتا ہے۔ جو صورت مرقومہ میں نہیں۔ لہذا عدت تین طلاق ہوگی۔ اور عدت کے اندر کا نکاح صحیح نہیں۔ ۲ - ۲۰ رجل غریب فنڈ

س نمبر ۱۹ - قبر کو پختہ بنوانا منع ہے۔ اگر قبر پختہ نہ کی جائے۔ تو اوس قبر کے چاروں طرف چہار دیواری پختہ جائز ہے یا نہیں۔ یا مقبرہ (از وزیرآباد)

ج نمبر ۱۹ - پختہ بھی ثابت نہیں۔ لہذا کچھ نہ کرنا چاہئے قبرستان چونکہ فنا کا مقام ہے۔ اسلئے شریعت کو منظور ہے کہ وہاں کوئی امتیازی صورت نہ رہے

س نمبر ۲۰ - مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پختہ ہے یا نہیں اور مقبرہ ہے یا نہیں

ج نمبر ۲۰ - کچھ نہیں۔ نہ قبر مبارک پختہ ہے۔ نہ مقبرہ ہے۔ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن ہوئے تھے۔ وہی ہے۔ اور بس۔

س نمبر ۲۱ - کچی قبر کے جلد مٹ جانے کا اندیشہ ہے کیا قبر کا نشان قائم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اور اگر جائز ہے تو کسطرح کرے۔ بہرحال درست کرائی یا پختہ کرائے

ج نمبر ۲۱ - یہ اندیشہ کب تک چلے گا۔ کچی ذرع تقسم المقابر۔ زیادہ ہی خیال غالب آئے تو مٹی ڈلوا دی جائے اور بس

س نمبر ۲۲ - نشان کے لئے پتھر پر نام لکھوا کر قبر کے سرہانے لگانا جائز ہے یا نہیں

ج نمبر ۲۲ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قبر پر صرف پتھر رکھا تھا۔ اس سے زیادہ نہیں۔ نہ نام نہ نشان۔ فنا میں قیام کیا اور نہ نام کیا۔

س نمبر ۲۳ - اگر کوئی رشتہ دار مر جائے۔ تو حافظ کو مقرر کرنا کہ گھر پر آ کر روز اتنے پارے پڑھ دیا کرو کہ میت کو ثواب ہو۔ جائز ہے اور کیا ضروری ہے۔

ج نمبر ۲۳ - میت کی وکالت میں کرو تو جائز ہوگا انشاءاللہ

س نمبر ۲۴ - آخرت میں ہر ایک شخص کے اپنے اعمال کام آئیں گے۔ تو بعد مرنے کے جو بغرض ثواب رسانی کئے جاتے ہیں۔ اوسکو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اوسکو گناہوں کے عذاب سے بچا سکتے ہیں

ج نمبر ۲۴ - ثواب رسانی کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ میں کام کروں اور نیت رکھوں کہ اس کا ثواب جو میرا حق ہے میں نے میت کو بخشا۔ دوسرا یہ کہ میں وہ کام میت کی وکالت میں کروں۔ پہلی صورت میں اختلاف ہے۔ دوسری کسی قدر واضح تر ہے۔ اس لئے ثواب کا کام میت کی وکالت کی نیت سے کرنا چاہئے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے۔ اور حضرت علی رض ایک قربانی آنحضرت کی طرف سے کرتے تھے

س نمبر ۲۵ - ماملکت ایمانکم کے معنے لونڈی غلام ہیں۔ تو وہ لونڈی غلام آج کل میسر ہیں یا نہیں اگر کوئی شخص کسی عورت کو خرید لے۔ تو وہ لونڈی کا کام دے سکتی ہے یا نہیں

ج نمبر ۲۵ - آزاد کو خرید کر غلام بنانا سخت گناہ ہے۔ اور وہ لونڈی بھی نہ بنے گی۔

س نمبر ۲۶ - قربانی کس پر فرض ہے۔ مُردوں پر فرض ہے یا نہیں۔ اگر مُردوں پر فرض نہیں ہے تو مُردوں کے رشتہ داروں کی طرف سے کیوں قربانی کی جاتی ہے۔

ج نمبر ۲۶ - اسکا جواب نمبر ۲۴ میں آ چکا ہے۔ کہ بطور وکالت بغرض ثواب رسانی کے جائز ہے مُردوں پر کوئی کام فرض واجب یا سنت نہیں۔ وہ احکام کے محل ہی نہیں۔ (از وزیرآباد)

س نمبر ۲۷ - میت کی قبر پر تل۔ چاول۔ یا کوئی اور اس قسم کی شے اس نیت سے ڈالنا کہ جانور کھائیں گے۔ تو میت کو فائدہ پہنچے گا۔ درست ہے یا نہیں

ج نمبر ۲۷ - شرع میں ثابت نہیں۔ جانوروں کو فائدہ پہنچانے کی اور بہت سی صورتیں ہیں

متفرقات

سیاہ ہفتہ گذشتہ ہفتہ اسلامی ہند میں علمی لحاظ سے سیاہ گذرا ہے

اہلحدیث کے بہت پرانے بزرگ مولانا سید محمد عرفان صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ آپ حضرت سید احمد صاحب بریلوی مرحوم کے نواسے تھے۔ اس خاندانی عزت کے علاوہ آپ ذاتی طور پر ذی علم اور خدا یاد بزرگ تھے۔ جناب حافظ عبید اللہ صاحب ٹونکی نے آپکی تاریخ وفات کیا اچھی لکھی ہے۔

ادخلہ اللہ بجنات النعیم غفرلہ وارحمہ

دوسرے صاحب ہندوستان کے مشہور مصنف مولانا شبلی ہیں۔ جو ۱۵ روز کی علالت اسہال کے بعد ۱۸۔ نومبر کو انتقال کر گئے۔ انا للہ

مرحوم کی نسبت گو ان کے اعتقادات کے لحاظ سے کسی کو اختلاف ہو۔ مگر ان کے علم و فضل خصوصاً تاریخ دانی کا غالباً سبکو اقرار ہے۔ میں بذات خود مرحوم کو جانتا ہوں۔ اسلئے میری ذاتی رائے ہے۔ کہ وہ لابشرط شیئ مسلمان تھے بحیثیت علم تاریخ علماء میں ممتاز تھے۔ کتاب سیرت النعمان کے زمانہ سے ان کے خیالات بہت ترقی پر تھے۔ گو ان کے مخالفوں سے سنا گیا کہ وہ ملحد ہیں۔ مگر میں نے انکو نماز پڑھتے بھی دیکھا۔

مرحوم پہلے شخص نہیں جنکی نسبت ایسا اختلاف ہوا ہو ملکان سے پہلے ہی بہت سے ایسے بزرگ گذرے ہیں۔ جن کی موت پر بعض لوگوں نے مات قطب اللہ کہا تھا۔ تو بعض نے مات فرعون ھذا الزمان

بہر حال اب وہ ایسے دربار میں چلے گئے ہیں۔ جہاں پر کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی جن لوگوں کو مرحوم کے الحاد کا علم ہے وہ اپنے علم کے مکلف ہیں۔ ہمیں ان سے بحث نہیں ہم اپنے علم کے موافق کہتے ہیں ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مرحوم ایک بڑی ضروری تصنیف سیرت الرسول میں مشغول تھے سنا جاتا ہے۔ کہ اوسکی دو جلدیں ختم

ہیں۔ خدا کرے یہ کام کسی ایسے ہی لائق آدمی کے سپرد ہو۔ جو اس کا پورا اہل ہو۔ حضور بیگم صاحبہ بھوپال دام عزہا اس کتاب کی مشتری ہیں۔ حضور عالیہ کی علم پروری کی توقع ہے۔ کہ اسکا انتظام احسن طریق سے فرماوینگی۔

حافظ عبد الحمید صاحب از اندور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ میری بیٹی بعارضہ دق فوت ہو گئی۔ انا للہ

ناظرین سے التماس ہے۔ کہ ان سب کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعاء مغفرت کریں۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم وابدلھم دارا خیرا من دارھم واھلا خیرا من اھلھم

لاہور کے آریہ اور اہلحدیث

لاہور میں آریوں کی دو پارٹیاں ہیں۔ دونوں کے جلسے اخیر ماہ نومبر کے ہوتے ہیں۔ اور دونوں شاندار۔ اس کے مقابلہ میں اہلحدیث کی جماعت ہے۔ کہ انکو آپس کے فضول اختلافات سے اتنی بھی فرصت نہیں۔ کہ آریہ سماج جو اپنے جلسے پر مناظرہ کا اعلان کرتی ہے۔ اور سب مذاہب کو للکارتی ہے۔ اوس میں حصہ لینے کا کوئی انتظام کریں۔ جو لوگ مشترک امور میں بھی مذہبی اختلاف کیوجہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ اونکی بابت خدا و رسول اور تمام دنیا کے نزدیک غلط ہے۔ کسقدر ظلم اور مقام غضب ہے۔ کہ لاہور جیسے شہر میں آریہ سماج مباحثہ کو للکارے۔ اور اہلحدیث وہاں کے خاموش سنا کریں۔ کیوں؟ اسلئے کہ انکو اپنے فضول جھگڑوں سے فرصت نہیں۔ میرے پاس آریہ سماج کے چار خط آئے۔ میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ نہ جاؤں کیونکہ لاہور میرا صدر مقام نہیں۔ نیز اون حامیان اسلام کی غیرت کا بھی اندازہ ہو سکے۔ جو بات بات پر دوسروں کو کافر بنایا کرتے ہیں۔ کہ وہ کہانتک اسلام کی حمایت کرتے ہیں ۳۰ نومبر کو مایوسی ہوئی۔ تو میں نے باوجود مانع کے منظوری سے آریہ سماج کو اطلاع دیدی۔ چنانچہ یکم دسمبر کی شب کو لاہور وچھووالی سماج میں مباحثہ ہوگا مفصل مباحثہ

عورت کا درجہ کیا ہے

عنقریب قسط میں از عبد الرحمن خانصاحب ملکن ضلع بریلی ۱۲ از عبد الرحیم از دادا ملک ۵ از نتوسے عنہ ۵ ۔ بقایا سال ۱۲ از محمد حسن سرہندی رسائل ۱۲ از سید سردار علی موضع آچھ ضلع گجرات رسائل ۱۲ کل ۱۲ دونوں سالکوں کے نام اخبار جاری کیا گیا۔ باقی ۱۲ (محاسب)

مفت مفت میرے پاس دو اڑھائی سو نسخہ کتاب حکم الکتاب بفضل الاصحاب مع ضمیمہ اردو اور ایک رسالہ رد تقلید میں ہے۔ پس آپ مہربانی کرکے اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیں۔ کہ ۲ آنے کے ٹکٹ بھیجکر ۱۸۔ ۱۹ جزو کا رسالہ مفت منگالیں پتہ یہ ہے حافظ قادر بخش چاہ خلیل والا موضع شاہپور ڈاکخانہ شجاع آباد ضلع ملتان

طبی استفسار مجھکو بچپن سے مرض دمہ تھا۔ جو کہ زمانہ طفلی میں دورہ کیا رہا مگر جب میری عمر ۱۵۔ ۱۶ برس کی ہوئی تو دمہ کا اثر جاتا رہا۔ مگر اب جبکہ میری عمر ۲۳ برس کی ہے دمہ پھر عود کرنے لگا ہے۔ میری شادی بھی ۱۸ برس میں ہو گئی تھی اب حال یہ ہے۔ کہ موسم گرما یعنے چیت سے لیکر بھادوں تک دمہ کا اثر کوئی نہیں ہوتا جب سورج کا مہینہ چڑھتا ہے۔ تو پھر دمہ شروع ہونے لگتا ہے۔ رات کو زور ہو جاتا ہے۔ صبح چند دفعہ کھانسی آجاتی ہے بلغم دفع ہوکر پھر آرام آجاتا ہے۔ چند دوائیں استعمال کیں۔ آرام تو آجاتا ہے مگر دمہ بالکل جڑ سے نہیں جاتا۔ اگر کوئی صاحب عمدہ نسخہ جانتے ہوں تو اطلاع دیں نسخہ سہل ہو تا کہ کرنے یا ڈھونڈنے میں تکلیف نہ ہو۔ آرام کلی ہونے پر ایکسال کیلئے اخبار جاری کرا دونگا۔ راقم خریدار اہلحدیث از چک نمبر ۲۲ ڈاکخانہ شاہکوٹ

چاند کی روشنی

چاند گھر گھر روشنی دے گا

تازہ بیانات۔ لطیف خیالات پاکیزہ حالات اسلام کی چمکتی ہوئی شان ایسے اور نرالے مضامین دیکھنے ہوں تو صحیفہ ۲ لقمہ کا منگائیے۔ جس کے مطالعہ سے جسم کی آنکھ روشن اور روح کی آنکھ کھلتی ہے۔ ہر بار نئی ادا نیا لباس ملاحظہ فرمائیے

سالانہ چندہ صرف ڈیڑھ روپیہ

نمونہ امر کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

منیجر صحیفہ القمر دہلی

انتخاب الاخبار

ناظرین کو سال نو مبارک ہو

اس ہفتہ کی خبروں کا اجمال یہ ہے کہ لڑائی ہر طرف ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں لڑائی کی جو خبریں بذریعہ تار پہنچی ہیں۔ ان کا خلاصہ ذیل میں درج ہو واللہ اعلم

سنگتاؤ کو جاپانیوں کے حوالہ کرنے سے پیشتر جرمنوں نے اپنی جنگی کشتیوں اور بحری سرنگیں لگانے والے جہاز اور آسٹروی جہاز قیصرین الزبتھ کو غرق کر دیا تھا

دو جرمن آبدوز کشتیاں ابنائے ڈوور میں غرق کر دی گئیں۔

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ ان کے جنگی بیڑے نے بحیرہ اسود میں ترکی جہاز گوبین اور بھسلا پر حملہ کیا جس سے گوبین کو نقصان پہنچا اور وہ کہر میں غائب ہو گیا روسیوں کے ۴۲ آدمی اور ایک لفٹنٹ زخمی ہوئے۔

اخبار اکسپریس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ چونکہ جرمن نہر کے بائیں کنارے پر قابض نہیں ہو سکے اس لئے دکسموڈ کا قبضہ ان کے لئے بیسود ہے۔

لارڈ رابرٹس جو پہلے کسی زمانہ میں ہندوستانی افواج کے سپہ سالار تھے فرانس میں ہندوستانی سپاہ کو دیکھنے کے لئے گئے۔ جہاں وہ نمونیہ سے انتقال کر گئے۔

مارسیلز (فرانس) میں نئی ہندوستانی سپاہ کا نہایت پرجوش استقبال ہوا۔

انگلستان کے دیوان عام میں مصارف جنگ کے لئے ۲۲۵ کروڑ کی منظوری دی گئی اور دس لاکھ مزید رنگروٹ کی تجویز پاس ہوئی ۲۲۵ کروڑ پونڈ ماہ اپریل تک کافی ہونگے

روسیوں نے مشرقی جرمنی کے جن مقامات پر قبضہ کیا ہے ان میں اسی طرح اور اسی نسبت سے تاوان جنگ کا مطالبہ کیا ہے جس طرح جرمنوں نے روس بلجیم اور فرانس کے بعض مفتوحہ مقامات سے تاوان کا مطالبہ کیا تھا۔

اخبار ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ مصارف جنگ کے لئے پچاس کروڑ پاونڈ بہ اقساط قرضہ لیا جائیگا۔

پاپائے روم نے ایک گشتی چٹھی میں متخاصمین سے درخواست کی ہے کہ وہ صلح کر لیں۔

پرنس آف ویلز (ولی عہد سلطنت انگریزی) میدان جنگ میں پہنچ کر فیلڈ مارشل سر جان فرنچ کے عملہ سٹاف میں شامل ہو گئے ہیں بعہدہ [illegible]

جرمن فوجیں مقام ریمز کے کئی قلعوں پر قابض ہیں اور بلا ناغہ فرانسیسیوں پر شبخون مارتی رہتی ہیں۔

سٹیٹسمین کلکتہ کا نامہ نگار ولایت سے تار دیتا ہے کہ ایک سرکاری شخص تازہ لڑائیوں کے عینی مشاہدہ کی بنا پر ظاہر کرتا ہے کہ گو جرمنوں نے کچھ جگہ حاصل کر لی ہے تاہم وہ ایپرس کو تسخیر نہیں کر سکے۔ گو ہمارا سخت نقصان ہوا۔ مگر دشمن نے اپنے ارادہ میں ناکام رہنے کے علاوہ ہم سے بھی زیادہ نقصان اٹھایا ہے۔ جرمن گارڈ کا استقلال قابل تعریف ہے۔

فرانس میں لڑائی بڑے زور شور سے ہو رہی ہے جس میں متحدہ افواج (فرانسیسی اور انگریزی افواج) کی حالت قابل اطمینان ہے اور وہ بتدریج آگے بڑھ رہی ہیں

روس کا سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ وارسا کے قریب جرمن شکست کھا کر پورے طور پر پسپا ہو گئے۔ اور اپنے علاقہ میں پہنچ جانے میں کامیاب ہونے کے لئے تمام ریلوے لائنوں کو تباہ کر دیا۔

روسی بیان ہے۔ کہ جرمنوں نے فوجوں کا نیا اجتماع شروع کر دیا ہے جن کے ساتھ رسالہ کی بہت بڑی جمعیت ہے جو مغربی میدانگاہ (بلجیم و فرانس) سے ہٹا کے لائی گئی ہے

آسٹریا کی نئی فوج جو سروی افواج سے بہت زیادہ ہے سرویہ میں داخل ہو گئی ہے۔

روسی سپاہ بہت دور تک جرمن علاقہ میں گھس آئی ہے

جرمن بیڑے نے بحیرہ بالٹک میں روسی بندرگاہ لیبو پر گولہ باری کی ہے۔

جرمن نقصان جان کی سرکاری فہرست سے منکشف ہوتا ہے۔ کہ ۵ لاکھ ۹۴ ہزار ۲ سو ۴۲ آدمی مجروح و مقتول ہوئے

روسی اور جرمن دریائے وسچولا اور وارٹا پر ایک بہت بڑی لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ ترک قیدیوں نے ان سے کہا ہے۔ کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ترکی جرمنی کی طرف کیوں لڑ رہا ہے۔

ترکی فوج بماتحتی جرمن افسروں کے شہر ارض روم واقعہ آرمینیا کو قلعہ بند کر رہی ہے

ترکوں نے جرمنی سے کئی سو افسر مانگے تھے مگر جرمنی نے جواب دیا کہ مطلوبہ تعداد میں جرمن افسر نہیں مل سکتے کچھ آسٹروی افسر بھی روانہ کئے جاوینگے

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ جرمن قلعہ ارض روم اور طرابزون سے ترکوں کی زبردست کمکی فوج کے پہنچنے کی وجہ سے ہمیں پسپا ہونا پڑا۔

ترکی فوج کمک صوبہ باطوم کی سرحد پر نمودار ہوئی ہے۔

روسیوں نے طرابزند پر گولہ باری کر کے قلعہ کو نقصان پہنچایا۔

روسیوں نے وادی فرات میں حملہ کر کے دتہ کے مقام کو فتح کر لیا۔

انگریزی جنگی جہاز ڈیوک آف ایڈنبرا نے شیخ سعید پر گولہ باری کر کے قلعہ طربیہ کو بیکار کر دیا۔ اس کے بعد ہندوستانی سپاہ کی تین رجمنٹیں خشکی پر اتریں اور قلعوں کے گولہ بارود اور توپوں کو بیکار کر کے واپس آ گئیں (شیخ سعید آبنائے باب المندب پر واقع ہے)

روما کے برقی پیغامات سے معلوم ہوا۔ کہ قسطنطنیہ کا جاپانی سفیر قسطنطنیہ سے روانہ ہو گیا ہے

روسیوں کا بیان ہے۔ کہ روسی دستہ ہراول ارض روم میں پہنچ گیا ہے جہاں اس نے ترکی فوج میسو کو شکست دی۔

پیرس کی خبر ہے کہ رمیز کے شمال میں نہایت سخت اور مسلسل گولہ باری ہوتی رہی۔ جرمنوں نے علاوہ سینٹ ہلیر شارن کوٹ کے مغربی حصہ کو سرنگ لگا کر اڑا دیا۔

الہلال کی ضمانت ضبط ہو گئی - افسوس ہے کہ الہلال کلکتہ کی دو ہزار کی ضمانت بحق سرکار ضبط ہو گئی - اور دو پرچے بھی ضبط ہوتے - جن کی نسبت انگریزی اخبار پانیر نے کچھ نکتہ چینی کی تھی - انا للہ - **پنجاب** میں غرہ محرم جمعہ کا ہوا -

ahmadimuslim.de

مومیائی

۵۲/۱۱

یہ مومیائی خون پیدا کرتی اور قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل ودق۔ دمہ۔ کھانسی۔ ریزش اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے جریان یابسی ورم جن کی کمر میں درد ہو ان کیلئے اکسیر ہے۔ دو یا چار دن میں درد موقوف ہوجاتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کو طاقت دیتی ہے۔ بدن کو فربہ اور ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ دماغ کو طاقت بخشنا اسکا معمولی کرشمہ ہے بعد جماع استعمال کرنے سے پہلی طاقت بحال رہتی ہے چوٹ کے درد کو موقوف کرتی ہے۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ بچے جوان کو یکساں مفید ہے۔ ہر موسم میں استعمال کیجا سکتی ہے۔ سردیوں میں خصوصاً نہایت مفید ہے۔ ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوگی۔

قیمت

فی چھٹانک ۱۲ آنہ۔ دو چھٹانک ۶ روپیہ پختہ ہے مع محصولڈاک وغیرہ

ممالک غیر سے محصول علاوہ

تازہ شہادات

جناب شیخ نجیب اللہ صاحب مقام کھیدوک ضلع بالیسر سے لکھتے ہیں:۔ کہ ۳۔ چھٹانک مومیائی بذریعہ ویلیو پارسل کے پتہ ذیل سے روانہ کریں۔ آپکی مومیائی سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ جلدی ارسال کریں۔ بہت لوگ خواہشمند ہیں (۵۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

جناب منشی محمد علی صاحب گھوڑا گھاٹ ضلع دیناجپور تحریر کرتے ہیں۔ کہ آپکا مومیائی استعمال کرکے فائدہ ہوا۔ اب ازراہ مہربانی ایک چھٹانک مومیائی جلدی روانہ کریں (یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء)

جناب ابوالنعمان صاحب از مئو ناتھ بھنجن (اعظم گڈھ) لکھتے ہیں۔ ایک چھٹانک مومیائی بہ پتہ ذیل ... ویلو کر دیجئے۔ آپکی یہ دوا واقعی نافع ہے۔ (۱۵۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

جناب مولوی محمد عبدالرحیم صاحب معلم انبوہ ضلع سرہٹ بنگال سے رقمطراز ہیں۔ کہ جناب کی مومیائی جو میرے ایک دوست کے واسطے منگوائی گئی تھی۔ بحمد اللہ بہت مفید ثابت ہوئی۔ اس باعث میرے ایک اور حبیب نے مجھکو کہا۔ کہ میں دمہ کھانسی میں حیران رہتا ہوں مجھکو ایک چھٹانک منگوا دیجئے لہٰذا بسوم بانی کرکے جلدی بھیجئے۔ (۹۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر دی میڈیکل ایجنسی کٹڑہ قلعہ امرتسر

نہایت مفید۔ ضروری۔ اور کارآمد کتابیں

۵۲/۲۵

تحفۃ النساء { ایک مستند مسلمان خاتون ڈاکٹرہ کی تصنیف۔ جو اپنے بیش بہا فوائد و محاسن **فیملی ڈاکٹر** } کی وجہ سے حضور لیڈی صاحبہ لاٹ صاحب پنجاب کی منظور و مقبول شدہ ہے اسمیں لڑکیوں کے یوم پیدائش سے لیکر کتخدائی۔ بلوغ۔ شادی۔ حیض۔ حمل۔ وضع حمل۔ اسقاط۔ وغیرہ جملہ عوارضات۔ تغیرات۔ شکایات اور امراض اور بچوں لڑکوں کے متعلق جملہ تکلیفات۔ نشوونما۔ پرورش۔ تربیت کے نقائص۔ وغیرہ کے اسباب وعلامات بتاکر ان کے علاج و مجربات۔ نسخہ جات۔ مفید ہدایات۔ ضروری نقشہ جات مع ترکیب درج ہیں۔ اس کتاب کا ہر گھر میں اور خصوصاً دایہ کے پاس ہونا نہایت ضروری و مفید۔ اور کارآمد ہے عـــــہ

لیکچرار { واعظوں۔ مقرروں۔ ایڈیٹروں کیلئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے تقریر یا وعظ میں رکاوٹ کیونکر ہوتی ہے۔ تقریر کرنیوالے کو کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ ان کے مفصل اسباب بیان کرنیکے بعد تقریر میں روانی پیدا کرنے اور تقریر کو مقبول عام بنانے کے ذرائع واضح طور پر بتائے گئے ہیں مبتدی کیلئے نہایت عمدہ تحفہ ہے اخیر میں ملک کے سربرآوردہ اصحاب کے مفید لیکچر بھی درج ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲

تجربات و فن { اس میں قریباً تمام مشہور اشتہاری ادویہ مثلاً بال اڑانے کا پوڈر۔ تیل۔ صابون۔ ہر قسم کے خضاب۔ ہیرا کل۔ حسن افزا کے علاوہ ملک کی مختلف صنعتوں۔ بٹن بنانا۔ لاکھ۔ موم بتی بنانا۔ دیاسلائی۔ منجن وغیرہ وغیرہ بہت سے نسخے مع ترکیب دیئے گئے ہیں۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۰

لغات اللغات جدید { نئی طرز۔ سرکاری تقطیع۔ بہت سے ضروری الفاظ کا اضافہ کرکے حروف تہجی کی ترتیب پر لکھے گئے ہیں۔ الفاظ کا عام فہم ترجمہ اور صحیح۔ اردو جاننے والے اور طلبہ کیلئے نہایت مفید و کارآمد ۸

چشمۂ حیات { جلق۔ جریان۔ سرعت۔ احتلام۔ نامردی۔ اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے اسباب وعلامات کی قدیم و جدید طرز پر تحقیقات اور علاج۔ مجربات اور مفید ہدایات۔ رعایتی ۶

دنیائے اسلام اور عیسائیت { اسلام نے کس طرح تیرہ سو سال تک سیاسیات اور علوم و فنون میں دنیا کی رہنمائی کی ہے۔ اور وہ چند صدیوں سے کن وجوہ سے پرآشوب مصائب میں مبتلا ہے۔ ان کا ذکر اور علاج ہر مسلمان کیلئے جسکے پہلو میں دل اور دل میں درد قومی ہو اسکا مطالعہ از بس مفید ہے ۶

سیر دیہات { اس میں سرکاری اہلکاروں کے مظالم۔ بھی لوٹ کھسوٹ یا زمینداروں کی ذلت و خواری کی خلاف قانون کارروائیاں۔ دہقان کی جاہلانہ بے بسی سود خوار بنیوں کے ہتھکنڈے سرکاری ٹیکس فیس ہوائی بشرکا رسوم کے سبب کے تباہی کے درد انگیز حالات اور اسباب بیان کرکے انکا علاج بتایا گیا ہے رعایتی مع محصول

ہندوستان اور سلف گورنمنٹ { سلف گورنمنٹ (خود مختاری) کے کیا فوائد ہیں۔ اور ہندوستان کو اپنی حکومت کب اور کیونکر ملے گی اور ہمیں اپنی حکومت حاصل کرنیکے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہیئے۔ انکا مفصل ذکر قیمت ۶۔

اسلام اور علمائے فرنگ { اسلام کی عظمت۔ صداقت۔ فضیلت پر یورپین بہ غیر مسلم مورخوں۔ فاضلوں کی آراء کا مجموعہ ۳/

ملنے کا پتہ **منشی مولا بخش کشتہ امرتسر دہاب ٹھیکال**

فلسفۂ قادیان ... قیمت ۱/

سفر حرمین الشریفین

احوال حرم ثلاثہ

دل مشتاق کو جس کی تمنا مدت سے تھی

مع نقشہ جات
مقامات شام و بیت المقدس و مصر

حضرات جس کتاب کے دیدار کے لئے مدت سے دل ترستا تھا - اور آنکھیں مشتاق تھیں - وہ اب بافضال حضرت ذوالجلال تیار ہو چکا ہے - ہمکو اس اشتہار میں طول طویل تمہید سے کام لینا منظور نہیں ہے اور نہ اونچی دکان پھیکی پکوان کے مصداق بننا مطلوب ہے - جو تحریر ہی کو پیش کیا جاویگا -

اب سنئے وہ کیا چیز ہے جس کی تمنا ہر دل میں تھی - اور ہزار ہا مشتاق جس کیلئے چشم براہ تھے - در حقیقت یہ جناب مستغنی عن الالقاب حاجی الحرمین الشریفین زائر قبلتین المحترمین خان بہادر محمد عبد الرحیم صاحب نقشبندی ادام اللہ اقبالہم اکثر اسلامی سلطنتوں کے سفر کئے اور انڈیا کا سفرنامہ ہی یہ سفرنامہ بھی کہ جس کے دیکھنے سے مسلمانوں کی قدیم صناعی اور اہل ایشیا کے انتہا کمالات کا مرقع ہے - خاص کر اہل عرب کی موجودہ معاشرت صنعت و حرفت - تجارت و تمدن کا نقشہ کھینچکر آئینہ بنا دیا ہے - یہ سفرنامہ بنگلور جنوبی ہند سے شروع ہو کر عرب حجاز - شام فلسطین - مصر - عراق - و نیز وسط عرب - و نا معلوم عرب کے حالات و یوروپین سیاحوں کے سفرنامے کے اقتباسات نہایت شرح و بسط کے ساتھ مع نقشہ جات جغرافیائی اور عکسی تصاویر عمارات مقدسہ کے تکمیل پایا ہے

مقامات مندرجہ بالا کو خان بہادر محمد فتح الصمد صاحب نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا - اور بسیط و مستند عربی - فارسی و انگریزی کتب تواریخ سے آپکی بے حد تحقیق کی اخلاقی کیفیتوں کو قلم انداز کر کے تحقیقی حالات و جدید واقعات کو قلمبند فرمایا ہے - تصاویر و نقشہ جات عکسی نایاب و قابل دید ہیں - خوش قسمتی سے جناب خان بہادر محمد فتح الصمد برکولاک کی امیر المسمی برادر عظم جناب اسمعیل حقی بے مفتی جلالتماب سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اس مبارک سفر میں ہمراہی نصیب ہوئی - جنکو ملک شام میں بارہا سفر کرنے اور عہدہ جلیلہ پر منجانب سلطنت علیہ عثمانیہ خلد اللہ ملکہ ممتاز رہنے کا اتفاق ہو چکا تھا - عالیجناب ممدوح نہایت بڑے معلومات کے بزرگ ہیں جن کی ہمراہی سے خان بہادر موصوف الصدر کو بہت کچھ معلومات حاصل ہوئے - جنکا معلوم کرنا اوروں کو دشوار تھا -

آخر میں جلالتماب شہنشاہ اعظم خلد مجسم سلطان صلاح الدین ایوب رحمۃ اللہ علیہ فاتح بیت المقدس کے مقبرہ مبارکہ کے نقشہ کے ساتھ آپکی اصلی تصویر مع مختصر حالات کے شامل ہے - جو قابل دید ہے - باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف تین روپے (۳) محصولڈاک ذمہ خریدار

حضرت ابن نباتہ کا لاثانی اور مکمل اصلی عربی مجموعہ خطب جو حرمین الشریفین میں پڑھے جاتے ہیں مع ترجمہ نظم اردو

حلیہ طبع سے مجلی و محلی ہو کر تیار ہے

مترجمہ

عالم باعمل فاضل بے بدل رئیس العارفین حضرت مولائی مرشدی جناب مولوی سید شاہ فقیر محی الدین صاحب قادری چشتی المتخلص بہ مقبل

مفسر ناظرین - یہ وہ مقبول و مشہور خاص و عام خطبہ معتبر کہ ہے جس سے اکثر مولفین و مترجمین خطبے نے بعض خطبوں کا انتخاب کر کے اردو نظم فرمایا ہے - تا حال کسی کو فصیح و بلیغ زبان اردو میں تمام و کمال خطبوں کو مترجم و منظوم کرنے اور عمدہ اسلوب سے چھاپنے کا خیال نہ ہوا - البتہ ہندوستان کے چند اہل مطابع نے نثر میں ترجمہ کروا کے چھاپا - مگر شرح سے خطیب و سامعین کو حظ نہیں کیونکہ عوام الناس زبان عربی سے بالکل بے بہرہ ہیں

حالانکہ شارع کا مقصود صرف اصلاح افسوس ہے - ہفتہ بھر جنکو امور دنیاوی سے فرصت نہ ملے - ایک وقت اس طریق سے ضروری ہدایتیں ان کے گوشگذار کی جائیں - تاکہ فوائد دارین حاصل ہوں - خالص زبان عربی سے مقصود شارع بالکل مفقود ہو جاتا ہے - اس امر کا خیال عرصہ دراز تک خاکسار کے قلب پریشان میں متمکن رہا - لیکن قادر متعال ہر کام کے لئے اوقات مقرر فرما چکا ہے -

الحمد للہ ثم الحمد للہ - توفیق سبحانی و تائید ربانی سے مجموعہ خطب موصوفہ تمام و کمال طبع ہو گیا - نیز صحاح ستہ و مشکوۃ شریف وغیرہ سے ضروری احادیث نبویہ کے مضامین منظوم کر کے خطبہائے متفرقہ کے نام سے آخر میں شامل کر دئے گئے -

خطبہ کی پوری فہرست مع بیانات چار صفحوں میں دی گئی ہے - جو خالی از فائدہ نہیں - لکھائی اور چھپائی اور صحت عمدہ دو قسم کا کاغذ چکنا ولایتی) (دیسی معمولی) پر چھپا ہے - تعداد صفحات ۳۱۰ - قیمت صرف معمولی کاغذ ۱۲ ۱ مجلد ۱۴ چکنا ولایتی عمدہ مجلد ایک روپیہ ہے

نیز خطبہ کا ٹائیٹل پیج سبز رنگ مطلا ہو گیا ہے - نہایت عمدہ دلکش اور بہت ہی خوشنما ہے - ملنے کا پتہ

حاجی محمد محی الدین تاجر کتب و سوداگر متصل مسجد ابراہیم نمبر ۳۹۹ لشکر بنگلور

راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور میں ... گوپال سنگھ پرنٹر نے چھاپا اور امرتسر سے مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک نے شائع کیا